حج

سنت کے مطابق کیجئے

مفتی محمد

دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

چند سال سے بندہ انتظامیہ ضربِ مؤمن کی تحریک پر ہر سال موسمِ حج کی خصوصی اشاعت میں حج کا طریقہ لکھتا رہا ہے، اس کے علاوہ قارئینِ ضربِ مؤمن کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات بھی کالم ''آپ کے مسائل کا حل'' میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اب بعض احباب وقارئین نے اس طرف توجہ دلائی کہ اگر طریقۂ حج اور مسائل کو یکجا کر کے کتابچے کی شکل میں شائع کیا جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا، کتابچہ محفوظ رکھ کر آئندہ بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے، سفرِ حج میں ساتھ بھی رکھا جاسکتا ہے اور دوست احباب کو ہدیہ کے طور پر بھی دیا جاسکتا ہے۔

ضربِ مؤمن میں چھپنے والے مسائل اور مضامین کو کتابی شکل میں پیش کرنے کا اہتمام ہوتا ہے اور یہ قارئینِ ضربِ مؤمن کی خواہش اور مطالبہ ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، چنانچہ اب تک کئی سلسلہ وار مضامین کو کتابی شکل دی جاچکی ہے اور مسائل پر نظرِ ثانی وتخریج کا کام جاری ہے، اور جلدِ اوّل انشاء اللہ جلد منظرِ عام پر آجائے گی۔ یہ کتابچہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ضربِ مؤمن میں جگہ کی کمی کی وجہ سے دلائل ذکر نہیں کئے گئے تھے، اب دلائل کے علاوہ مفید اضافے بھی کئے گئے ہیں، نئی ترتیب کے مطابق کتابچے میں مندرجہ ذیل مضامین آگئے ہیں:

۱۔ حج کی فرضیت واہمیت اور فضائل، حج نہ کرنے پر وعیدیں، ترک یا تأخیر کے من گھڑت اعذار کی تردید۔

۲۔ حج کے مختلف مواقع کی مسنون دعائیں

۳۔ حج کی تیاری میں اہم امور کی نشاندہی

٤۔ حج وعمرہ کا مسنون طریقہ مع مختصر معمولات برائے مکہ مکرمہ

۵۔ زیارتِ مدینہ منورہ اور وہاں قیام کا دستور العمل

٦۔ استاذی وشیخی مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحریر کردہ حج کے بعض ضروری مسائل

۷۔ طواف کی دعاؤں سے متعلق حضرتِ والا رحمہ اللہ کا اہم مضمون

۸۔ ضربِ مؤمن کے کالم ''آپ کے مسائل کا حل'' میں شائع ہونیوالے مسائلِ حج

۹۔ سفرِ حج کا ضروری سامان

۱۰۔ بعض ضروری ہدایات

اس کے علاوہ اہم مقاماتِ حج کی تصاویر اور نقشے بھی دیے گئے ہیں جن سے حج کے مسائل اور طریقہ سمجھنے میں سہولت بھی ہوگی اور ذوق وشوق بھی بڑھے گا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فارسی میں ایک یادگار نظم مع اردو ترجمہ بھی شاملِ اشاعت ہے۔

نقشوں اور تصاویر کی تلاش اور انتخاب میں حضرت مفتی ابولبابہ صاحب زید مجدہم نے بہت محنت فرمائی، اللہ تعالیٰ انہیں اور ان سب حضرات کو جنہوں نے کسی بھی شکل میں تعاون کیا، بہترین جزاء عطاء فرمائیں۔

اہلِ علم سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی پائیں تو بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس ٹوٹی پھوٹی محنت سے نفع پہنچائیں اور بندہ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں۔

آمین

ufti\signature\F
data1\Muti
Mohammed
Signature.jpg

۱۷ / جمادی الثانیہ ۱٤۲۵ھ دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

حج کی فرضیت:

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم اور تکمیلی رکن ہے، ہر مسلمان صاحبِ استطاعت پر حج کرنا فرض ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " **وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیه سبیلا. ومن کفر فإن اللّٰہ غنی عن العالمین.**" (آل عمران)

"اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانے تو (اللہ تعالیٰ کا اس میں کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تو تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے بے شمار فضائل اور حج نہ کرنے پر شدید وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں لیکن آج کل عوام میں حج کی فرضیت کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، اس بناء پر ہم پہلے حج کے کچھ فضائل اور اس کے نہ کرنے پر وعیدیں نقل کرتے ہیں اور اسکے بعد حج کے متعلق جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں انکے ازالے کی کوشش کریں گے:

حج کی اہمیت وفضائل احادیث کی روشنی میں:

احادیث میں حج کے اتنے فضائل وارد ہیں جنہیں کوئی بھی مسلمان سن کر حج کی ادائیگی میں تقصیر وتاخیر کی ہمت نہیں کرسکتا۔ حج کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مغفرت، دوزخ سے آزادی، رضائے الٰہی کا حصول، درجات کی بلندی اور بے شمار اجر وثواب ملتا ہے، حج میں تقصیر وکوتاہی کرنے والے ایک فرض حکم میں کوتاہی کے گناہ کے ساتھ ساتھ ان بے شمار فضائل سے بھی محروم رہتے ہیں۔

عن أبی ہر یرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ أمہ.“(معارف الحدیث:۴/۱۴۰،بحوالہ بخاری ومسلم)

”جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوکر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس میں اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔“

عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:”العمرۃ إلی العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء إلّا الجنۃ.“(مشکوۃ: ۲۲۱)

”ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور حج مبرور (گناہوں سے پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہے۔“

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”تابعوا بین الحج والعمرۃ؛فإنہما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذہب وا لفضۃ، ولیس للحج المبرور ثواب إلاالجنۃ.“

(معارف الحدیث۴/۱۴۱،بحوالہ ترمذی)

”پے در پے کیا کرو حج اور عمرہ کیونکہ یہ دونوں فقر اور محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح سنار کی بھٹی لوہے،سونے اور چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ تو بس جنت ہی ہے۔“

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ”الحاج والعمار وفد اللّٰہ، إن دعوہ أجابہم وإن استغفروہ غفرلہم.“

(معارف۴/۱۴۳،بحوالہ ابن ماجہ)

’’حج اورعمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتے ہیں اور اگر وہ ان سے مغفرت مانگیں تو ان کی مغفرت فرماتے ہیں۔‘‘

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:
”إذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ أن یستغفرلک قبل أن یدخل بیتہ فإنہ مغفور لہ.“ (معارف ۴/۱۴۲، بحوالہ مسند احمد)

’’جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اس کو سلام کرو، مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کیلئے کہو، کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اسکے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (اسلئے اسکی دعا قبول ہونیکی خاص توقع ہے)‘‘

اس کے علاوہ اور بھی بے شمار احادیث موجود ہیں، پھر حج کے ہر ہر جز کے متعلق وارد فضائل بھی بے شمار ہیں۔

حج ترک کرنے پر وعیدیں:

عن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:
”من ملک زاداً وّ راحلۃ تبلغہ إلی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ أن یموت یھودیا اونصرانیا وذلک أن اللہ تبارک وتعالیٰ یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا.“ (معارف الحدیث: ۴/۱۳۹ بحوالہ ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
’’جسکے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی پروا نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کیلئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک

جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔"

قرآن کریم میں نماز نہ پڑھنے کو مشرکوں والا عمل قرار دیا ہے۔"**أقیموا الصلوٰة ولا تکونوا من المشرکین.**" اسی طرح اس حدیث میں حج نہ کرنے کو یہود ونصاریٰ کا عمل قرار دیا ہے کیونکہ یہود ونصاریٰ حج نہیں کیا کرتے تھے۔(ارشاد الساری علی مناسک ملا علی قاری:ص ۳۱)

ان سب احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ جب حج فرض ہو جائے یعنی ایک آزاد، عاقل، بالغ اور تندرست مسلمان کے پاس حوائج اصلیہ (یعنی رہنے کا گھر، لباس، نوکر، سواری، گھریلو سامان، زراعت کا سامان، اہل وعیال کے واپسی تک کے خرچ اور قرض وغیرہ) کے علاوہ اتنا مال ہو کہ عادت اور حیثیت کے مطابق زادِ راہ یعنی خانہ کعبہ آنے اور جانے کے خرچ کے لئے کافی ہو، راستہ بھی پرامن ہو، اگر عورت ہے تو محرم بھی ہو، اگر اتنا خرچ نقد موجود نہ ہو لیکن ملکیت میں اتنا زیور ہو یا فوری ضرورت سے زائد اتنا سامان (مثلاً سامانِ تجارت) ہو کہ اس کی مالیت سے اخراجات پورے ہو سکتے ہوں تو ان سب صورتوں میں حج فرض ہے، اس کے بعد تاخیر کرنا جائز نہیں، جو جتنی تاخیر کرے گا اتنا ہی گناہ گار ہوگا۔

وفی فتح القدیر:"ویأثم بالتأخیر عن أول سنی الإمکان، فلو حج بعده ارتفع الإثم."(شامیة: ۲/ ۱۹۲)

امام اعظم، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک استطاعت کے بعد حج فی الفور فرض ہو جاتا ہے، لہٰذا فرض ہونے کے بعد پہلے ہی سال ادا کرنا ضروری ہے۔(شامیہ:۲/۴۵۶)

کیونکہ سال بھر میں حج کا وقت متعین ہے اور موت کا کوئی وقت متعین نہیں تو باوجود قدرت کے تاخیر کرنا گویا حج کو ضائع کرنا ہے۔(البحر الرائق:۲/۳۰۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:"جو حج کا ارادہ کرے اسکو جلدی کرنا لازم ہے،

اسلئے کہ کبھی آدمی بیمار ہو جاتا ہے یا اور کوئی حاجت پیش آجاتی ہے۔'' (کنز العمال:۸/۵)

اس بناء پر والدین اگر اجازت نہیں دیتے تو ان کی اجازت کے بغیر بھی حج فرض کے لئے جانا ضروری ہے الاّ یہ کہ وہ خدمت کے ایسے محتاج ہوں کہ حج پر جانے کے بعد ان کے ناقابلِ تحمل مشقت میں پڑنے کا خطرہ ہو۔ (شامیہ:۲/۴۵۶)

حج میں تاخیر کے بعض من گھڑت اعذار

بعض لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج ادا کرنے سے غفلت برتتے ہیں اور مختلف قسم کی تأویلیں اور بہانے پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں ایسے لوگوں کی کچھ تأویلیں پیش کی جا رہی ہیں جو احادیث بالا میں بیان کردہ وعیدوں کی روشنی میں بالکل غیر معتبر ہیں۔

پہلے نماز روزۃ تو کرلیں:

کچھ لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حج پر تو بعد میں جائیں گے، پہلے نماز روزہ کے پابند تو ہو جائیں۔ حالانکہ یہ ایک من گھڑت عذر ہے، حج کا فرض ہونا نماز روزہ کی پابندی پر کہاں موقوف ہے؟ نیز نماز روزے کی پابندی بھی تو اپنے اختیار میں ہے، جب چاہیں پابند ہو جائیں، کیا مشکل ہے؟ اور سب سے اہم بات یہ کہ حج پر جانے میں آدمی کی روحانی تربیت ہوتی ہے، جب ۴۰ سے ۵۰ روز تک گھر سے باہر رہ کر صرف حرمِ پاک اور مسجدِ نبوی میں وقت لگے گا اور عبادت والا ایک خاص ماحول میسر ہوگا تو یہی زندگی میں انقلاب کا ذریعہ بنے گا اور اپنے مقام پر بھی نماز روزہ اور دیگر فرائض و واجبات کی پابندی آسان ہو جائے گی۔ لہٰذا اگر نماز روزہ کی پابندی نہیں تو فریضۂ حج کی ادائیگی اس کا ایک مؤثر علاج ہے، لہٰذا اس میں تاخیر کی بجائے جلد از جلد اسے ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

دیگر فرائض:

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک حج ہی ادا کرنے کیلئے رہ گیا ہے؟ اور بھی تو بہت سارے

فرائض ہیں، والدین کی خدمت ہے، رشتہ داروں کے حقوق ہیں، بچوں کی تعلیم ہے، پہلے ان کو پورا کرلیں، پھر حج بھی کرلیں گے، اتنی جلدی کیا ہے؟

ایسے لوگ درج ذیل احادیث پر غور کریں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(۱) ''جو حج کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔'' (مشکوٰۃ: ص ۲۲۲)

(۲) ''فرض حج میں جلدی کرو، نہ معلوم کیا بات پیش آجائے۔'' (ترغیب وترہیب: ۲/ ۲۵)

(۳) ''حج میں جلدی کرو، کسی کو بعد کی کیا خبر؟ کوئی مرض پیش آجائے، کوئی اور ضرورت لاحق ہوجائے۔'' (کنز العمال: ۵/ ۸)

ایک اور حدیث میں ہے:

''حج نکاح سے مقدم ہے۔'' (کنز العمال)

گناہوں کے خوف یا حرص کی بناء پر حج میں تاخیر:

کچھ لوگ حج پر اس لئے نہیں جاتے کہ بھائی ابھی جوانی ہے، گناہوں سے بچنا مشکل ہے، ابھی حج کرلیا تو پھر گناہ ہوتے رہیں گے۔ اس لئے بس زندگی کے آخری ایام میں حج کریں گے تاکہ بعد میں پھر کوئی گناہ نہ کریں۔

یہ بھی نفس وشیطان کا فریب ہے۔ درحقیقت گناہوں کی حرص اس تاخیر کا باعث ہے۔ ابھی گناہ چھوڑنا نہیں چاہتے، اس لئے حج نہیں کرتے، حالانکہ گناہوں کا چھوڑنا تو ہر حال میں فرض ہے، خواہ جوانی ہو یا بڑھاپا۔ اگر گناہوں کی حرص اس کا سبب نہ ہو بلکہ حج کے بعد پھر گناہوں میں مبتلا ہونے کا خوف ہی اس کا سبب ہو تو بھی حج میں تاخیر کا کوئی جواز نہیں۔ کیونکہ:

اولاً تو حج میں تاخیر خود گناہ ہے۔

ثانیاً یہ تو معلوم نہیں کہ زندگی کتنی ہے اور وہ کب پوری ہو جائے گی؟ اگر زندگی کے آخری ایام کے انتظار میں موت آ گئی تو پھر کیا ہوگا؟

ثالثاً سچی بات یہ ہے کہ حج کا اصل لطف درحقیقت جوانی ہی میں ہے، اس لئے کہ حج میں جسمانی مشقت اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور حج کے افعال اسی وقت نشاط اور ذوق وشوق کے ساتھ انجام دیئے جا سکتے ہیں جب انسان کے اعضاء مضبوط ہوں اور وہ اطمینان کے ساتھ یہ محنت برداشت کرسکتا ہو۔ بڑھاپے میں انسان اگرچہ جوں توں کر کے حج کر لیتا ہے لیکن کتنے کام ایسے ہیں جنہیں نشاط، چستی اور حضورِ قلب کے ساتھ انجام دینے کی حسرت دل میں ہی رہ جاتی ہے۔

رابعاً حج اگر اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ صحیح طور پر انجام دیا جائے تو تجربہ یہ ہے کہ وہ انسان کے دل میں ضرور ایک انقلاب پیدا کرتا ہے، اس سے انسان کے دل میں نرمی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے جو اسے گناہوں، جرائم اور بدعنوانیوں سے روکتی ہے۔ قلب وذہن کی اس تبدیلی کی سب سے زیادہ ضرورت انسان کو جوانی میں ہوتی ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ جوانی کی رو میں غلطیاں کرتا چلا جاتا ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است
وقتِ پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

''جوانی میں ظلم اور گناہ سے توبہ پیغمبروں کا شیوہ ہے، بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔''

بچوں کی شادیوں کا مسئلہ:

یہ غلط فہمی بھی بہت سے لوگوں کے ذہن میں پائی جاتی ہے کہ جب تک تمام اولاد کی شادیاں نہ ہو جائیں، اس وقت تک حج نہیں کرنا چاہیے۔ یہ خیال بھی سراسر غلط ہے جس کی

کوئی بنیاد نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حج کی فرضیت کا اولاد کی شادیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس شخص کو بھی مذکورہ بالا معیار کے مطابق استطاعت ہو اس کے ذمے حج فرض ہو جاتا ہے، خواہ اولاد کی شادیاں ہوئی ہوں یا نہ ہوئی ہوں۔

جب تک گھر کا بڑا فرد حج نہ کرلے:

بعض گھرانوں میں یہ رواج بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ جب تک گھر کا بڑا فرد حج نہ کرلے، اس وقت تک چھوٹے حج کرنا ضروری نہیں سمجھتے، بلکہ بعض گھرانوں میں اس کو ایک عیب سمجھا جاتا ہے کہ چھوٹا بڑے سے پہلے حج کر آئے، حالانکہ دوسری عبادتوں یعنی نماز، روزے اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی ایک ایسا فریضہ ہے جو ہر شخص پر انفرادی طور پر عائد ہوتا ہے، خواہ کسی دوسرے نے حج کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر گھر کے کسی چھوٹے فرد کے پاس حج کی استطاعت ہے تو اس پر حج فرض ہے، اگر بڑے کے پاس استطاعت نہ ہو یا استطاعت کے باوجود وہ حج نہ کر رہا ہو تو نہ اس سے چھوٹے کا فریضہ ساقط ہوتا ہے، نہ اسے مؤخر کرنے کا کوئی جواز پیدا ہوتا ہے۔

والدین نے حج نہیں کیا:

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب تک اولاد اپنے ماں باپ کو حج نہ کرائے اور ماں باپ حج نہ کر لیں اس وقت تک اولاد حج نہیں کر سکتی، اس لئے پہلے وہ والدین کو حج کرانے کی فکر کرتے ہیں جبکہ والدین پر حج فرض نہیں ہوتا اور اولاد پر فرض ہوتا ہے۔ یہ بھی سراسر غلط ہے، اولاد پر ماں باپ کو حج کرانا ہرگز فرض نہیں۔ اگر اولاد پر حج فرض ہو جائے تو وہ اپنا حج کریں، پھر اگر اللہ تعالیٰ مزید استطاعت دیں تو والدین کو بھی حج کرا دیں۔

بغیر بیوی کے حج نہ کرنا:

بعض لوگ وہ ہیں جن پر حج فرض ہے اور ان کے پاس اس قدر پیسے ہیں جن سے وہ خود تو حج کر سکتے ہیں البتہ اپنی بیوی کو حج پر لے جانے کی استطاعت نہیں رکھتے، لیکن وہ بیوی

کے اصرار کی وجہ سے یا اپنی مرضی سے اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جب بیوی کو ساتھ لے جانے کے قابل ہوں گے اس وقت میاں بیوی دونوں ساتھ حج کرنے جائیں گے۔ واضح رہے کہ بیوی کو ساتھ لے جانے کے انتظار میں حج کو مؤخر کرنا درست نہیں، خاوند کو چاہیے کہ اس وقت وہ خود حج ادا کر لے، پھر بعد میں اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو بیوی کو بھی حج کرا دے۔

ابھی بچے چھوٹے ہیں:

بعض لوگ عموماً عورتیں یہ بہانہ بناتی ہیں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں اور ہم نے کبھی بچوں کو اکیلا نہیں چھوڑا، انہیں اکیلا چھوڑ کر کیسے جائیں؟ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے، ان کو اگر دوسری جگہ کا سفر درپیش ہو یا کسی مرض کی وجہ سے ہسپتال جانا پڑے تو اس وقت چھوٹے بچوں کا سب انتظام ہو جاتا ہے، جب وہاں انتظام ہو سکتا ہے تو حج کیلئے جانے کی صورت میں بھی انتظام ہو سکتا ہے، اسلئے بچوں کی حفاظت کا مناسب بندوبست کر کے حج ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ البتہ اگر عورت حاملہ ہو اور ایام حج میں ولادت کا امکان ہو تو اسے حج مؤخر کرنے کی اجازت ہے۔

ماحول نہیں:

اگر کسی کو یاد دلائیں کہ بھائی آپ صاحبِ استطاعت ہیں، آپ کے اوپر حج فرض ہے، اس کو ادا کیجئے! تو جواب دیا جاتا ہے کہ ہمارے گھر میں ماحول نہیں، اس قسم کی باتیں ہمارے یہاں نہیں ہوتیں اور والدین اجازت نہیں دیتے اور جب تک ماحول نہ ہو ایسا کرنے کا کیا فائدہ؟ مگر شرعاً یہ کوئی عذر نہیں، والدین کی اجازت یا ایسا ماحول فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے ضروری نہیں۔ یہ بہانہ آخرت میں بالکل نہ چل سکے گا۔

حج نہ کرنے کے حیلوں کا جواب:

حج نہ کرنے کے مذکورہ تمام حیلوں اور بہانوں کا ایک ہی جواب ہے کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جس شخص کیلئے واقعۃً کوئی مجبوری حج کرنے میں حائل نہ ہو یا ظالم بادشاہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو یا ایسی شدید بیماری لاحق نہ ہو جو حج کرنے سے روک دے، پھر بھی وہ بغیر حج کئے مر جائے تو اسے اختیار ہے چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔‘‘

(مشکوٰۃ:۱/۲۲)

ایک اہم تنبیہ:

آخر میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ جن حضرات کی درخواستیں منظور ہو جائیں، انہیں جانے سے پہلے حج کے مکمل احکام وآداب سیکھنے چاہئیں، اس کیلئے ہر زبان میں کتابیں بھی موجود ہیں اور ملک کے مختلف حلقوں کی طرف سے حج کے تربیتی کورس بھی منعقد ہوتے ہیں، ان میں شرکت کرنی چاہیے، عموماً درخواست کی منظوری اور حج کیلئے روانگی کے درمیان خاصا طویل وقفہ ہوتا ہے، جو حج کے احکام وآداب سیکھنے کیلئے بہت کافی ہے، بہت سے حضرات اس طرف توجہ دیئے بغیر حج کیلئے روانہ ہو جاتے ہیں اور اتنا خرچ اور مشقت اٹھا کر بھی صحیح طریقے کے مطابق حج کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ دنیا میں کھیلوں کے آداب وقواعد مستقل فن کی صورت اختیار کر گئے ہیں، دل مانے یا نہ مانے ان کی پابندی کرنا پڑتی ہے تو حج تو ایک عبادت ہے، بڑی مقدس اور عظیم الشان عبادت، لہٰذا اس کے احکام وآداب سیکھنا اور ان کی پابندی کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر اپنی من مانی کرنی ہے تو حج کے تکلف کی ضرورت ہی کیا ہے؟

فریضۂ حج ایک نظر میں

حج کے تین فرائض:

(۱)احرام (۲)وقوف (۳)طوافِ زیارت۔[۱]

حج کے چھ واجبات:

(۱)وقوف مزدلفہ(۲)شیطان کوکنکریاں مارنا(۳)حج کی قربانی(۴)حلق یا قصر(۵) صفامروہ کی سعی(۶)طوافِ وداع۔[۲]

حج کی اقسام:

(۱)افراد(صرف حج) (۲)تمتع(حج کے مہینوں میں حج وعمرہ دونوں،لیکن الگ الگ احرام میں (۳)قران(حج وعمرہ دونوں اکٹھے ایک ہی احرام میں)۔[۳]

حج کے مہینے:

شوال،ذی القعدہ،ذی الحجہ کے پہلے دس دن۔[۴]

---

(۱) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”والحج فرضه ثلاثة: الإحرام، والوقوف بعرفة، وطواف الزيارة.“
(ردالمحتار: ۳/۵۳۶، طبع دارالمعرفة، غنية الناسک: ۴۴، مناسک ملا علی قاری: ۲۶، تاتارخانية: ۲/۴۳۷)

(۲) ”وأما واجباته فستة......: ”وقوف جمع فی وقتهٖ ولولحظة، والسعی بین الصفا والمروة، ورمی الجمار، والذبح للقارن والمتمتع والحلق أوالتقصير فی أوانه، ومكانه، وطواف الصدر......“ (غنية الناسک: ۴۵)، (ردالمحتار: ۳/۵۳۸،طبع دارالمعرفة)، (مناسک: ۶۸-۷۲)

(۳) قال العلامة الكاسانی رحمه اللّٰه:” المفرد بالحج هوالذی يحرم بالحج لاغير......أماالقارن فی عرف الشرع فهو اسم لآفاقی يجمع بين إحرام العمرة وإحرام الحج قبل وجود ركن العمرة، وهو الطواف كله أوأكثره، فيأتی بالعمرة أولاً، ثم يأتی بالحج قبل أن يحل من العمرة بالحلق أوالتقصير سواء جمع بين الإحرامين بكلام موصول أومفصول، حتی لوأحرم بالعمرة، ثم أحرم بالحج بعد ذٰلک قبل الطواف للعمرة أو أكثره ، كان قارنا؛ لوجود معنى القران وهو الجمع بين الإحرامين...... وأما المتمتع فی عرف الشرع فهو اسم لآفاقی يحرم بالعمرة، ويأتی بأفعالها من الطواف والسعی ، أويأتی بأكثر ركنها ، وهو الطواف أربعة أشواط أو أكثر فی أشهر الحج، ثم يحرم بالحج فی أشهر الحج، ويحج من عامه ذٰلک قبل أن يلم بأهله فيما بين ذٰلک إلماماصحيحًا، فيحصل له النسكان فی سفر واحد، سواء حل من إحرام العمرة بالحلق أو التقصير، أولم يحل إذا كان ساق الهدی لمتعته فإنه لايجوز التحلل بينهما، ويحرم بالحج قبل أن يحل من إحرام العمرة، وهذا عندنا، وقال الشافعی: ” سوق الهدی لايمنع من التحلل.“ (بدائع الصنائع: ۳/۱۶۷ و۱۶۸)

يؤدی الحج على ثلاث كيفيات، وهی:

أ۔ الإفراد: وهو أن يهل الحاج أی ينوی الحج فقط عند إحرامه ثم يأتی بأعمال الحج وحده.

ب۔ القران: وهو أن يهل بالعمرة والحج جميعًا، فيأتی بهما فی نسک واحد.

ج۔ التمتع: وهو أن يهل بالعمرة فقط فی أشهر الحج، ويأتی مكة ، فيؤدی مناسک العمرة، ويتحلل، ويمكث بمكة حلالا، ثم يحرم بالحج ويأتی بأعماله. (الموسوعة الفقهية: ۱۷/۴۲، ۴۳)

(۴) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”وأشهره شوال، و ذوالقعدة، و عشر ذی الحجة.“
(ردالمحتار: ۳/۵۴۳،طبع دارالمعرفة، تاتارخانية: ۲/۵۲۴، مناسک: ۴۹)

حج کے دن

(ا) ۸ ذی الحجہ، (یوم ترویہ) (ب) ۹ ذی الحجہ (یوم عرفہ)

(ج،د،ہ) ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ (ایام نحر/ایام اضحیہ یعنی بقر عید کے تین دن)

طواف کی اقسام:

۱۔ طواف قدوم: آمد کا طواف (سنت)

۲۔ طوافِ زیارت: مرکزی طواف (فرض)

۳۔ طواف وداع: واپسی کا طواف (واجب)

وقوف کی اقسام:

۱۔ وقوفِ عرفہ: رکن اعظم (فرض)

۲۔ وقوف مزدلفہ: (واجب)

حج کی مسنون دعائیں

تلبیہ:

"لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لاَ شَرِیْکَ لَکَ."

ترجمہ:

حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بلاشبہ تمام تعریفیں اور سب نعمتیں آپ ہی کیلئے ہیں اور بادشاہت بھی آپ ہی کی ہے۔ آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

حجرِ اسود کے استلام کے وقت:

" بِسْمِ اللہِ اَللہُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ." رواہ ابوالقاسم الاصبہانی (الترغیب والترہیب:۲/۱۲۴)

" اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ، وَ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ، وَاتِّبَاعَ سُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّم." (الدعاء للطبرانی:۲۶۸)

طواف کے دوران:

" سُبْحَانَ اللہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللہُ، وَاللہُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللہِ." رواہ ابن ماجہ (المشکوٰۃ:۲۲۸، الترغیب:۲/۱۲۳)

رکن یمانی پر:

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ." رواہ ابن ماجہ (المشکوٰۃ:۲۲۸، الترغیب:۲/۱۲۳)

رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان:

" رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ."

رواہ ابوداود (المشکوٰۃ:۲۲۷)

سعی کے دوران:

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، وإِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ." (مصنف ابن ابی شیبہ:۱/۱۳۷۱)

زمزم پیتے وقت:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَّرِزْقًا وَاسِعًا، وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ."

رواہ الدارقطنی والحاکم (الترغیب:۲/۳۶۱)

شیطان کو کنکری مارتے وقت:

" بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَكْبَرُ." (مناسک ملا علی قاری:۲۴۲)

ایک جامع دعا:

جن عوام کو منقول دعائیں عربی میں یاد نہ ہوں ان کیلئے ذیل میں ایک جامع دعا لکھی جاتی ہے جو قبولیت دعا کے مختلف مواقع میں مانگی جاسکتی ہے:

"یا الٰہ العالمین! اس موقع پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نیک بندوں نے جو بھلائیاں مانگی ہیں، وہ سب مجھے عطا فرما اور جن جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے، ان سب سے مجھے اپنی پناہ عطا فرما! آمین۔"

کسی جگہ یوں بھی دعا کریں:

"اے اللہ! یہاں پر آج تک جتنی دعائیں آپ کے انبیاء کرام علیہم السلام نے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دوسرے مقبول بندوں نے مانگی ہیں یا بتلائی ہیں وہ سب دعائیں میری طرف سے قبول فرما! آمین۔"

اور "اے اللہ! ہمیں اپنی رضا اور جنت عطا فرما اور اپنی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ عطا فرما! آمین۔"

حج کی تیاری، اہم امور کی نشاندہی

سب سے پہلا کام:

اگر آپ پر حج فرض ہے اور آپ نے اسے ادا کرنے کا ارادہ کرلیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمٰی کی قدر و منزلت کو پوری طرح محسوس کیجئے اور شکر کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس گھر اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم شہر کی حاضری کا ارادہ محض اپنے فضل وکرم سے آپ کے دل میں ڈالا اور اس کے اسباب بھی مہیا فرمادیئے اور سب سے بڑا شکریہ ہے کہ اپنے آپ کو حرمین شریفین کے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کے حصول کیلئے تیار کرنے اور حج کے اعمال اور اس کا طریقہ سیکھنے میں مشغول ہو جائیے۔

بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جس کو اس کا مولیٰ ایسا بہترین سفر نصیب کرے اور وہ وہاں کی حاضری کے آداب اور طریقے سیکھنے اور اپنے آپ کو وہاں کیلئے بنانے سنوارنے کی فکر نہ کرے اور یونہی غفلت، لاپروائی اور بے شعوری کے ساتھ وہاں جا پہنچے۔

اچھا رفیق سفر تلاش کیجئے:

حج کو جانے والے اللہ تعالیٰ کے کسی ایسے بندے کا ساتھ تلاش کیجئے جو حج کے مسائل بھی اچھی طرح جانتا ہو اور صالح بھی ہو، پھر پورے سفر میں ان کے مشوروں پر عمل کیجئے، لیکن اس کی پوری احتیاط کیجئے کہ آپ ان کیلئے تکلیف کا سبب نہ بنیں، اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چونکہ عام لوگوں سے زیادہ حساس اور لطیف مزاج ہوتے ہیں، اس لئے خلافِ مزاج باتوں سے انہیں دوسروں کی نسبت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، اگرچہ وہ زبان سے اس کا اظہار نہ کریں۔

ساتھ رکھنے کی چند کتابیں:

سفر حج میں کچھ دینی کتابیں بھی ضرور ساتھ رکھیے، کم از کم ایک کتاب ایسی ضرور ہو جس

سے بوقتِ ضرورت حج کے مسائل معلوم ہوسکیں اور ایک کتاب ایسی ہو جس کے مطالعہ سے آپ کے دل میں عشق ومحبت اور خوف وخشیت کی وہ کیفیات پیدا ہوں جو درحقیقت حج کی اور ہر دینی عمل کی اصل روح ہیں۔

ضروری مسائل کیلئے حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''رفیق حج''، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''حج وزیارت کا مسنون طریقہ''، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی رحمہ اللہ کے مضامین پر مشتمل کتاب ''آپ حج کیسے کریں؟'' میں سے ہر ایک کتاب بہت مفید ہے۔

کیفیات وجذبات پیدا کرنے کیلئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''فضائل حج'' انتہائی مؤثر ہے۔

عمومی دینی معلومات کیلئے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''اسلام کیا ہے؟'' اور ''دین وشریعت'' اچھی کتابیں ہیں۔

یہ کتابیں اس سفر میں خود مطالعہ میں رکھئے، دوسروں کو مطالعہ کیلئے دیجئے اور بے پڑھے بھائیوں کو پڑھ کر سنایئے۔ اس مشغلہ میں آپکا جتنا وقت گزرے گا، اعلیٰ درجہ کی عبادت میں گزریگا۔

گناہوں سے توبہ:

روانگی سے قبل سارے چھوٹے بڑے گناہوں سے سچے دل سے توبہ واستغفار کیجئے اور آئندہ گناہوں سے اجتناب کا پختہ عزم کیجئے، تاکہ گناہوں کی گندگی سے صاف ستھرے ہوکر اپنے مولیٰ کے دربار میں پہنچیں۔

حقوق العباد کی تلافی یا معافی:

جن بندوں کے حقوق آپکے ذمہ ہوں، جن کی کبھی حق تلفی کی ہو، جن کا کبھی دل دکھایا ہو،

ان سب سے معاملہ صاف کیجئے، معاف کرائیے، حق ادا کیجئے یا بدلہ دیجئے، کسی کی امانت ہوتو ادا کیجئے، جن امور سے متعلق وصیت کرنی ہو وہ کر دیجئے یا وصیت نامہ لکھ دیجئے۔

اخلاصِ نیت:

سفر شروع کرنے سے پہلے نیت کا جائزہ لیجئے کہ نفس وشیطان نے ریا و دکھاوا یا کسی اور دنیوی نفع کی نیت تو دل میں نہیں پیدا کردی، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل، اس کی رضا کے حصول اور آخرت کے ثواب کو اپنا مقصد بنائیے، اس کے سوا کوئی چیز اس مقدس سفر کا محرک نہ ہو۔

گھر سے روانگی:

اگر آپ کو کسی بڑے شہر کے حاجی کیمپ میں کچھ دن قیام کرنا ہے تو گھر سے احرام نہ باندھئے، بلکہ روانگی کے وقت خوب خشوع وخضوع سے دو رکعت نفل پڑھئے اور سفر میں سہولت وعافیت، معاصی سے حفاظت اور حجِ مبرور وزیارتِ مقبولہ نصیب ہونے کی خوب عاجزی سے دعاء کر کے اہل خانہ سے رخصت ہو جائیے، یاد ہو تو گھر سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھئے:

”بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.“ رواہ ابوداؤد والترمذی (المشکوٰۃ:۲۱۵)

یہ دعاء یاد نہ ہو تو صرف ”بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ پڑھ کر نکلئے۔

جب سواری پر سوار ہوں:

جب سواری پر سوار ہوں اور وہ روانہ ہونے لگے تو یہ دعاء پڑھیے:

”سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.“ رواہ مسلم (المشکوٰۃ:۲۱۳)

ترجمہ: ’’پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کیا حالانکہ ہم اس پر قابو پانے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔‘‘

اگر عربی الفاظ یاد نہ ہوں تو جس زبان میں چاہیں اس کا مفہوم ادا کردیں۔

جہاز کے انتظار کا زمانہ:

ریل یا موٹر وغیرہ کا سفر ختم کر کے کراچی، راولپنڈی وغیرہ بڑے شہروں میں حاجیوں کو اکثر کئی دن قیام کرنا پڑتا ہے، اس قیام کے دوران اس کا خاص خیال کیجئے کہ آپ حج وزیارت کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہیں، اسلئے بے فائدہ سیر وتفریح اور خواہ مخواہ بازاروں میں گھومنے سے پرہیز کیجئے اور پورے اہتمام کے ساتھ حج کے مسائل، اس کا طریقہ اور دین کی ضروری باتیں سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری کیجئے اور امیر قافلہ کے مشورے سے تعلیمی نظام بنا لیجئے۔ حاجی کیمپوں میں عموماً حج کے بارے میں علماء کرام کے بیانات کا انتظام ہوتا ہے، ان میں شریک ہوکر خوب استفادہ کیجئے۔

اجتماعی تعلیم اور مسائل سیکھنے سکھانے کے بعد جو اوقات فارغ بچیں ان میں نوافل اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہیے یا بیت اللہ، مسجد نبوی اور روضۂ مطہرہ کی زیارت کے تصور سے لذت حاصل کیجئے یا حرمین کا شوق اُبھارنے والی کتابوں کا مطالعہ کیجئے، اس سے حصولِ علم وثواب کے علاوہ اس پریشانی و پراگندگی سے حفاظت ہو جائے گی جس کا عموماً حاجی اس قیام کے دوران شکار رہتے ہیں۔

حج کی اقسام:

احرام کا طریقہ معلوم کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ حج کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اِفراد:

صرف حج کا احرام باندھا جائے اور صرف حج کی نیت کی جائے۔[۱]

۲۔ قِران:

حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے اور ایک ہی احرام سے دونوں کو ادا کرنے کی نیت کی جائے۔[۱]

ان دونوں صورتوں میں احرام کی ساری پابندیاں احرام باندھنے سے لیکر حج سے فارغ ہونے تک قائم رہتی ہیں جن کا نبھانا اکثر لوگوں کیلئے مشکل ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن کی حالت احرام میں ممانعت ہے اور ان کی وجہ سے ''دم'' یعنی بکری وغیرہ یا صدقہ واجب ہوجاتا ہے اور بعض صورتوں میں ''بُدنہ'' یعنی بڑا جانور ذبح کرنا واجب ہوجاتا ہے اور بعض صورتوں میں حج ہی فاسد ہوجاتا ہے، اس لئے عوام کو آج کل ان دونوں صورتوں کا مشورہ نہیں دیا جاتا بلکہ تمتع کا مشورہ دیا جاتا ہے۔[۲]

۳۔ تمتع:

پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کے افعال یعنی طواف، سعی اور حلق کر کے احرام ختم کر دیا جائے اور پھر ۸ ذی الحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھا جائے۔

---

(۱) قال العلامة الكا سانى رحمه اللّٰه:" المفرد بالحج هو الذى يحرم بالحج لاغير......أماالقارن فى عرف الشرع فهو إسم لآفاقى يجمع بين إحرام العمرة وإحرام الحج قبل وجود ركن العمرة، وهو الطواف كله أوأكثره، فيأتى بالعمرة أولاً، ثم يأتى بالحج قبل أن يحل من العمرة بالحلق أوالتقصير سواء جمع بين الإحرامين بكلام موصول أومفصول، حتى لوأحرم بالعمرة، ثم أحرم بالحج بعد ذٰلک قبل الطواف للعمرة أو أكثره كان قارنا؛ لوجود معنى القران وهو الجمع بين الإحرامين...... وأما المتتع فى عرف الشرع فهو إسم لآفاقى يحرم بالعمرة، ويأتى بأفعالها من الطواف والسعى أويأتى بأكثر ركنها وهو الطواف أربعة أشواط أو أكثر فى أشهر الحج، ثم يحرم بالحج فى أشهر الحج، ويحج من عامه ذٰلک قبل أن يلم بأهله فيما بين ذٰلک إلما ماصحيحًا، فيحصل له النسكان فى سفر واحد، سواء حل من إحرام العمرة بالحلق أو التقصير أولم يحل إذا كان ساق الهدى لمتعته فإنه لايجوز التحلل بينهما، ويحرم بالحج قبل أن يحل من إحرام العمرة، وهذا عندنا، وقال الشافعى: " سوق الهدى لايمنع من التحلل." (بدائع الصنائع: ۳/۱۶۷و۱۶۸)

''يؤدى الحج على ثلاث كيفيات، وهى:

ا. الإفراد: وهو أن يهل الحاج أى ينوى الحج فقط عند إحرامه ثم يأتى بأعمال الحج وحده.

ب. القران: وهو أن يهل بالعمرة والحج جميعًا، فيأتى بهما فى نسک واحد.

ج. التمتع:وهو أن يهل بالعمرة فقط فى أشهر الحج، ويأتى مكة ، فيؤدى مناسک العمرة، ويتحلل، ويمكث بمكة حلالا، ثم يحرم بالحج وياتى بأعماله.'' (الموسوعة الفقهية: ۱۷/ ۴۲، ۴۳)

(۲) القران أفضل من التمتع عندنا لكن التمتع أولى وأحرىٰ لأمثالنا؛ لانهٗ يقع فى المحظورات غالبًا، والقران أشق وأدوم إحراما، فقلما يسلم حجه عن محظور...... (غنية الناسک: ۲۰۱، ردالمحتار: ۳/ ۶۳۱ و ۶۳۲ ،طبع دارالمعرفة)

اکثر لوگوں کیلئے یہی تیسری صورت آسان اور بہتر ہوتی ہے، اس لئے تفصیل سے اسی کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

حج تمتع کا طریقہ

احرام:

پاکستانیوں اور ہندوستانیوں کیلئے ''میقات'' یعنی وہ مقام جہاں سے احرام باندھے بغیر گزرنا جائز نہیں ''یلملم'' ہے۔[1] جہاز میں بہت پہلے اس کا چرچا شروع ہوجاتا ہے اور کپتان کی طرف سے بھی اعلان کردیا جاتا ہے کہ فلاں وقت جہاز یلملم کے اوپر سے گزرے گا، اس لئے احرام جہاز میں بھی باندھا جاسکتا ہے، مگر بہتر صورت یہ ہے کہ ہوائی جہاز سے جانیوالے احرام کی چادریں تو گھر سے ہی باندھ لیں اور نیت وتلبیہ اس وقت پڑھیں جب جہاز فضا میں بلند ہوجائے۔[2] البتہ جو حضرات حج سے پہلے جدہ سے سیدھے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ یہاں سے احرام نہ باندھیں، ان کو مدینہ طیبہ سے روانگی کے وقت احرام باندھنا چاہئے۔[3]

احرام کا طریقہ:

جب روانگی کا وقت قریب ہوتو حجامت بنوالیجئے،[4] ناخن تراش لیجئے، زیرناف اور بغل کی صفائی کرلیجئے اور خوب اچھی طرح غسل کیجئے، ورنہ وضوء کرلیجئے اور سلے ہوئے کپڑے اتار کر ایک چادر باندھ لیجئے اور دوسری اوڑھ لیجئے اور انہی دو چادروں میں اگر مکروہ وقت نہ ہوتو

---

(۱) قال العلامة الحصكفی رحمه اللّٰه: ''والمواقيت أی المواضع التی لايجاوز هامريد مكة إلامحرما خمسة: ذوالحليفة، وذات عرق، وجحفة، وقرن، ويلملم، للمدنی، والعراقی، والشامی، والنجدی، واليمنی، لف نشر مرتب......'' (ردالمحتار: ۵۴۸/۳،طبع دارالمعرفة)

(۲) قال العلامة المرغينانی: ''فإن قدم الإحرام علی هذه المواقيت جاز...... والأفضل التقديم عليها.'' (هداية: ۲۳۵/۱)

(۳) قال العلامة الحصكفی رحمه اللّٰه: ''أمالوقصد موضعًا من الحل كخليصة، وجدة، حل له مجاوزته بلاإحرام.'' وقال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: ''قوله فله دخول مكة بلا إحرام أی مالم يردنسكا.'' (رد المحتار: ۵۵۲/۳،طبع دارالمعرفة) قال العلامة الحصكفی رحمه اللّٰه: ''ولومربميقاتين فإحرامه من الأ بعد أفضل، ولو أخره إلی الثانی لاشيئ عليه.'' قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: ''ذكر فی شرح اللباب عن ابن أمير حاج :''أن الأفضل تأخير الإحرام.'' ثم وفق بينهما بأن أفضلية الأول؛ لما فيه من الخروج، وسرعة المسارعة إلی الطاعة، والثانی؛ لمافيه من الأمن من قلة الوقوع فی المحظورات؛ لفساد الزمان بكثرة العصيان......''(رد المحتار: ۵۵۰/۳،طبع دارالمعرفة،مناسک: ۸۲)

(۴) وإذا أراد أن يحرم يستحب أن يقص شاربه ويقلم أظفاره وينتف أويحلق إبطيه ويحلق عانته، ويجامع أهله إن كان معه، ويتجرد عن لبس المخيط ويغتسل بسدر أونحوه ينويه للإحرام أويتوضأ والغسل أفضل، والوضوء يقوم مقامه فی حق إقامة السنة لاالفضيلة ويستاک ويسرح رأسه عقيب الغسل ...... ثم يصلی ركعتين بعد اللبس...... ويستحب إن كان بالميقات مسجد أن يصليهما فيه...... ولايصلی فی وقت مكروه...... وإذا سلم فالأفضل أن يحرم وهو جالس مستقبل القبلة فی مكانه فيقول بلسانه مطابقا لجنانه:''اللّٰهم إنی أريد الحج فيسره لِی وتقبله منی، نويت الحج للّٰه تعالی.'' ثم يلبّی ''لبيک اللّٰهم لبيک، لبيک لاشريک لک لبيک، إن الحمد والنعمة لک والملک، لاشريک لک'' ثم يدعوبماشاء، ومن المأثور: ''اللّٰهم إنی أسألک رضاک والجنة وأعوذ بک من غضبک والنار......'' وإن أرادالعمرة أوالقران يذكرهما فی الدعاء والنية بأن يقول:''اللّٰهم إنی أريد العمرة فيسرهالی وتقبلها منی ، نويت العمرة وأحرمت بهاللّٰه تعالیٰ، لبيک بعمرة أوالعمرة والحج جميعًا.''
(مناسک ملاعلی قاری: ۹۶. ۱۰۱، غنية: ۶۸ و ۷۳، ردالمحتار: ۵۵۵/۳،طبع دارالمعرفة)

دو رکعت نفل پڑھیئے، اس نماز میں سر چادر سے ڈھانک لینا چاہیئے۔[۱]

اب عمرہ کے احرام کی نیت یہاں بھی کر سکتے ہیں اور ہوائی جہاز کے فضا میں بلند ہونے کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔ جس وقت نیت کرنے کا ارادہ ہو تو چادر سر سے اتار دیجئے اور عمرہ کے احرام کی نیت کیجئے۔ نیت دراصل دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں لیکن اگر کوئی کہنا چاہے تو یہ الفاظ کہہ لے یا ان کا مفہوم ادا کر لے:[۲]

"اَللّٰھُمَّ إِنِّی أُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَالِی وَتَقَبَّلْھَا مِنِّی۔" (مناسک ملا علی قاری:۱۰۱)

ترجمہ: اے اللہ! میں عمرہ کا احرام باندھتا ہوں تو اس کو میرے لئے آسان فرما اور (اپنے فضل و کرم سے) قبول فرما۔

تلبیہ:

نیت کے ساتھ ہی مرد کسی قدر بلند آواز سے اور خواتین آواز بلند کئے بغیر آہستہ سے خشوع و خضوع اور ذوق و شوق کے ساتھ تین بار تلبیہ پڑھیں:[۳، ۴]

"لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ۔"

ترجمہ: "میں حاضر ہوں اے اللہ! تیرے حضور میں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں اور ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

تلبیہ پڑھ کر خوب عاجزی سے دعاء کیجئے۔ اس موقع پر یہ دعاء خاص طور پر مستحب ہے:

---

(۱) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله فی مکروهات الصلوٰة "تحت قوله و کره...... صلوٰته حاسرًا أی کاشفا رأسه للتكاسل: أی لأجل الكسل بأن استثقل تغطيتهٗ ولم يرها أمرًا مهما فی الصلوٰة فتركها لذلک وهٰذا معنى قولهم تهاوناً بالصلوٰة." (ردالمحتار: ۲/ ۴۹۱، دار المعرفة)

(۲) وشرط النية أن تكون بالقلب إذلايعتبر اللسان إجماعًا، بل قيل إنها بدعة إلا أنها مستحسنة أومستحبة ؛لتذكير القلب واستحضارهٖ." (مناسک: ۱۰۱)

(۳) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: عن اللباب وشرحه "ويستحب أن يرفع صوته بالتلبية ثم يخفضه." (ردالمحتار: ۳/ ۵۶۲، دار المعرفة)

(۴) قال العلامة الحصكفی رحمه الله: "ولاتلبّی جهرًا بل تسمع نفسها دفعًا للفتنة." (ردالمحتار: ۳/ ۶۲۹، هداية: ۱/ ۲۵۵)

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ أَسأَلُکَ رِضَاکَ وَالۡجَنَّۃَ وَأَعُوۡذُبِکَ مِنۡ غَضَبِکَ وَ النَّارِ.“رواہ الشافعی (المشکوٰۃ: ۲۲۳)

تلبیہ حج وعمرہ کا خاص ذکر اور گویا حاجی کا ترانہ ہے، اب تلبیہ ہی حاجی کیلئے افضل ذکر ہے۔ جب کسی سے ملنا ہو، بلندی پر چڑھنا ہو یا نشیب میں اترنا ہو تو ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت اور خشیت کی کیفیت پیدا کر کے یہی پڑھتے رہیے۔[۱]

خواتین کا احرام:

خواتین سلے ہوئے کپڑے بدستور پہنے رکھیں، ہر قسم کی چپل، جوتی بھی پہن سکتی ہیں۔[۲] ان کا احرام صرف یہ ہے کہ چہرے پر نقاب کا کپڑا نہ لگنے دیں، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایسی ٹوپی پہن لیں جس پر چھجہ لگا ہوتا ہے، اس چھجہ سے نقاب گرادیں، اس طرح پردہ بھی ہوجائے گا اور چہرے پر کپڑا بھی نہیں لگے گا۔[۳]

احرام کی پابندیاں:

جب آپ نے احرام باندھ کر عمرہ یا حج کی نیت کرلی اور تلبیہ کہہ لیا تو آپ ”مُحرِم“ ہوگئے[۴] اور آپ پر احرام کی پابندیاں عائد ہوگئیں[۵] اب آپ سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتے، ایسا جوتا نہیں پہن سکتے جو پاؤں کی پشت پر ابھری ہوئی ہڈی کو ڈھانکنے والا ہو، حجامت نہیں بنوا سکتے، بلکہ جسم کے کسی حصہ کا ایک بال بھی نہیں توڑ سکتے، ناخن نہیں تراش سکتے، خوشبو نہیں لگا سکتے، صابن سے ہاتھ منہ نہیں دھو سکتے، بیوی سے ہمبستری نہیں کر سکتے، بلکہ ایسی کوئی بات بھی نہیں کر سکتے جو اس کی خواہش کو ابھارنے والی ہو اور جس سے نفس کو خاص لذت ملتی ہو،

---

(۱) والتبلیة مرة فرض، وتکرارها سنة، وعند تغیر الحالات مستحب مؤکدًا، والإکثار مطلقًا مندوب، ویستحب أن یکرر التلبیة فی کل مرة ثلاثا وأن یأتی بهاعلی الولاء...... ویستحب إکثارها قائما وقاعدًا، راکبا ونازلًا، واقفا وسائرًا، طاهرًا ومحدثا، جنبا وحائضا وعند تغیر الأحوال والأزمان، وکلما علا شرفًا أوهبط وادیا وعند إقبال اللیل، والنهار، وبالإسحار، وبعد الصلوٰة فرضا ونفلا، وعند کل رکوب ونزول، ولقاء بعضهم بعضًا.“ (مناسک ملا علی قاری: ۱۰۲، ۱۰۳)

(۲) قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰه: ”وتلبس المخیط والخفین والحلی......“ (ردالمحتار: ۳/ ۶۳۰، دارالمعرفة)

(۳) قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰه:” والمرأة کالرجل لکنها تکشف وجهها لا رأسها، ولوسدلت شیئًا علیه وجافته جازبل یندب.“ وقال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه: ”(قوله وجافته) أی باعدته عنه ، قال فی الفتح: ”وقدجعلوا لذلک أعوادًا کالقبة توضع علی الوجه ویسدل من فوقها الثواب اھ (قوله جاز) أی من حیث الإحرام بمعنی أنه لم یکن محظورًا لأنه لیس بستر. (وقوله بل یندب) أی خوفًا من رؤیة الأجانب و عبرفی الفتح بالاستحباب لکن صرح فی النهایة بالوجوب......“(رد المحتار: ۳/ ۲۶۹، دارالمعرفة، هدایة: ۱/ ۲۵۵، مناسک: ۳۰۹)

(۴) قال العلامة المرغینانی رحمه اللّٰه: ”إذالبی فقد أحرم.“ (هدایة: ۱/ ۲۳۸)

(۵) ”وبعده یتقی الرفث والفسوق، والجدال، وقتل صید البر والإشارة إلیه والدلالة علیه فی الغائب، والتطیب، وقلم الظفر، وستر الوجه والرأس، وغسل رأسه ولحیته بخطمی ، وقصها، وحلق رأسه و شعر بدنه، ولبس قمیص وسراویل، وقباء، و عمامة، وخفین إلا أن لایجد نعلین فیقطعهما أسفل من الکعبین، وثوب صبغ بماله طیب إلابعد زواله.“ (ردالمحتار: ۳/ ۵۶۶، دارالمعرفة)

کسی جانور کا شکار نہیں کر سکتے، بلکہ اپنے کپڑے یا جسم کی جوں بھی نہیں مار سکتے۔

جدہ:

جدہ ائیر پورٹ پر کاغذی کارروائی میں تقریباً چھ سے بارہ گھنٹے لگ جاتے ہیں، نیز یہاں سے فراغت کے بعد آپ کے معلم کا وکیل مکہ مکرمہ جانے کیلئے سواری کا انتظام کرے گا، اس میں بھی کبھی کبھی ایک دن یا دو دن تاخیر ہو جاتی ہے، صبر و تحمل سے کام لیجئے اور ذکر و عبادت میں مشغول رہیے۔

حدودِ حرم:

مرکز جدہ سے مسجد الحرام تک کل فاصلہ ۸۰ کلومیٹر ہے، جبکہ حدودِ حرم کی ابتدا سے مسجد الحرام تک فاصلہ ۲۳ کلومیٹر ہے، حدودِ حرم سے تقریباً ۲ کلومیٹر پہلے ایک چیک پوسٹ ہے، یہاں سے ایک سڑک الگ ہوتی ہے جو غیر مسلموں کے لئے مختص ہے، اس پر ایک بورڈ ہے جس پر ''لغیر المسلمین'' لکھا ہوا ہے۔ اس سے تقریباً دو کلومیٹر بعد حدودِ حرم شروع ہوتی ہیں، یہاں سڑک کے دونوں طرف آغازِ حدودِ حرم کی علامت کے طور پر محراب نما ستون بنے ہوئے ہیں اور ''بداية حد الحرم'' کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

اس سے چار کلومیٹر آگے سڑک کے اوپر ایک بہت بڑی رحل بنی ہوئی ہے، جس کے بارے میں پہلے مشہور تھا کہ یہ آغازِ حدودِ حرم ہے، اگر اب بھی کسی کا یہ خیال ہو تو یہ درست نہیں۔

حدودِ حرم پہنچ کر یوں دعاء کیجئے:

''اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَأَمْنُکَ فَحَرِّمْنِیْ عَلَی النَّارِ وَاٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ أَوْلِیَائِکَ وَأَھْلِ طَاعَتِکَ.'' (کتاب الاذکار للنووی)

ترجمہ: ''اے اللہ! یہ تیرا حرم اور تیرے امن کی جگہ ہے، پس جہنم کو مجھ پر حرام فرما اور اس دن کے عذاب سے ہمیں مامون فرما جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور مجھے اپنے دوستوں اور اہل طاعت میں سے بنا دیجئے۔''

مسجدِ حرام کی حاضری اور طواف:

گاڑی آپ کو معلم کے مکان پر پہنچا دے گی جو آپ کی رہائش کیلئے معین کیا گیا ہوگا، بہتر ہے کہ آپ سامان اپنے رہائشی مکان میں محفوظ کر کے اور وضو نہ ہو تو وضو کر کے اسی وقت مسجدِ حرام جائیں[1]، داخلہ کے وقت یہ دعاء پڑھئے:

"بِسۡمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علی رَسُوۡلِ اللّٰہِ." رواہ احمد وابن ماجہ (المشکوٰۃ: ۷۰، غنیۃ الناسک: ۹۷)

پھر دل سے پورے ادب کے ساتھ دایاں پاؤں اندر رکھئے[2] اور یہ دعاء کیجئے:

" رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ أَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ." رواہ الترمذی واحمد وابن ماجہ (المشکوٰۃ: ۷۰)

اعتکاف کی نیت کر لیجئے[3] اور دوسروں کو ایذاء پہنچانے سے اجتناب کرتے ہوئے آگے بڑھئے[4]۔

بیت اللہ پر پہلی نظر:

جب بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے تو راستے سے ایک طرف کھڑے ہو کر تین مرتبہ "اللّٰہُ أکۡبَر لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ" کہئے اور ہاتھ اٹھا کر خوب دعاء مانگئے، یہ قبولیت دعاء کا خاص وقت ہے۔[5]

طواف کی تیاری:

مسجدِ حرام میں داخل ہو کر پہلے تحیۃ المسجد نہیں پڑھنی چاہئے، بلکہ طواف کرنا چاہئے،[6]

(۱) وإذا دخل مكة بدأ بالمسجد الحرام بعد مايأمن على أمتعته داخلا من باب السلام"(ردالمحتار: ۳/۵۷۴، دارالمعرفة، غنية: ۹۷)

(۲) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله: "يستحب أن يدخل المسجد من باب السلام مقدما رجله اليمنى)أى على اليسرى فى الدخول كما هو فى السنة مطلقًا."(مناسک ملا على قارى: ۱۲۸، غنية الناسک: ۱۳۸)

(۳) ويستحب له أن ينوى الاعتكاف كلما دخل المسجد الحرام......"(غنية الناسک: ۱۳۸)

(۴) ويحترز كل الاحتراز عن أذى غيره أى بكل وجه من وجوهه؛ فإنه حرام مجمع عليه، داخل تحت الفسوق." (مناسک: ۱۷۴)

(۵) وقال العلامة كمال الدين ابن الهمام رحمه الله: "وإذاعاين البيت كبّر وهلل ثلاثا، ويدعو بما بداله...... ويرفع يديه ، ومن أهم الأدعية طلب الجنة بلاحساب؛ فإن الدعاء مستجاب عند رؤية البيت." (فتح القدير: ۲/۳۵۲، غنية: ۹۷)

(۶) قال العلامة الحصكفى رحمه الله: "وإذا دخل مكة بدأبالمسجد الحرام ، وحين شاهد البيت كبر وهلل ثم ابتدأ بالطواف؛ لأنه تحية البيت."(رد المحتار: ۳/۵۷۴، غنية الناسک: ۹۹، فتح القدير: ۲/۳۵۳) "ثم يتوجه نحوالركن الأسود، ولايشتغل بتحية المسجد ؛لأن تحية هذا المسجد الشريف هوالطواف لمن عليه الطواف أو أراد." (مناسک ملا على قارى: ۱۲۹)

مسجدِ حرام کا تحیہ طواف ہی ہے، لہٰذا دعاء سے فارغ ہوکر آپ طواف کی تیاری کر لیجئے، وضو نہ ہوتو کر لیجئے اور چادر کو دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لئے، دایاں کندھا کھلا رہنے دیجئے،[۱] یاد رہے کہ طواف باوضو ضروری ہے، وضو کے بغیر طواف صحیح نہ ہوگا۔[۲]

واضح رہے کہ اضطباع یعنی دایاں کندھا کھلا رکھنے کا حکم صرف مردوں کیلئے ہے، عورتوں کیلئے نہیں۔[۳]

تلبیہ ختم:

تلبیہ جو احرام سے شروع ہوا تھا وہ عمرہ کا طواف شروع کرنے پر ختم ہو جاتا ہے۔[۴] اسلئے اس طواف میں اور اس کے بعد حج کا احرام باندھنے تک آپ تلبیہ نہیں پڑھیں گے۔

طواف کی نیت:

اب خانہ کعبہ کے سامنے اس طرح کھڑے ہوں کہ پورا حجر اسود آپ کے دائیں طرف رہ جائے، اس کیلئے فرش پر بنی ہوئی سیاہ پٹی سے بھی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے، چنانچہ پوری پٹی دائیں طرف چھوڑ کر کھڑے ہوں اور بغیر ہاتھ اٹھائے طواف کی نیت کر لیجئے۔[۵] نیت دل کے ارادے کا نام ہے، تاہم زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لیں تو کوئی حرج نہیں:[۶]

---

(۱) ”وإذا أراد أن يبتدأ به ينبغي أن يضطبع قبله بقليل بأن يجعل وسط ردائه تحت إبطه الأيمن، ويلقى طرفيه على كتفه الأيسر ويكون منكبه الأيمن مكشوفًا.“(هداية: ۱/۲۴۱، غنية الناسک: ۹۹، مناسک: ۱۳۰)
قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”وأخذ عن يمينه ممايلى الباب جاعلا ردائه تحت إبطه اليمنى ملقياطرفه على كتفه الأيسر.“ (ردالمحتار: ۳/۵۷۸، دار المعرفة)

(۲) ”وواجبه وقوف جمع، والسعى بين الصفا والمروة......، والبداءة بالطواف من الحجر الأسود، والتيامن فيه، والمشى فيه لمن ليس له عذر، والطهارة فيه.“ (ردالمحتار: ۳/۵۳۸، دار المعرفة)

(۳) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”ولاتلبّى جهرًا، ولاترمل، ولا تضطبع، ولاتسعى بين الميلين......“ (ردالمحتار: ۳/۶۲۹، دار المعرفة، هداية: ۱/۲۵۵)

(۴) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”يحلق أويقصر، ويقطع التلبية فى أول طوافه للعمرة.“ (ردالمحتار: ۳/۶۴۲، دار المعرفة، مناسک ملا على قارى: ۱۳۳، غنية الناسک: ۲۱۵، هداية: ۱/۲۶۱)

(۵) ثم يقف مستقبل البيت بجانب الحجر الأسود ممايلى الركن اليمانى بحيث يصير جميع الحجر عن يمينه، ويكون منكبه الأيمن عندطرف الحجر فينوى الطواف......ثم يمشى مارًّا إلى يمينه حتى يحاذى الحجر، فيقف بحياله، ويستقبله، ويبسمل، ويكبر، ويحمد، ويصلى، ويدعو ويرفع يديه عند التكبير حذاء منكبيه أو أذنيه مستقبلا بباطن كفيه الحجر، ولايرفعهما عندالنية أى إذا لم يكن لها مع التكبير معية ؛فإنه أى رفعهما عند النية الواقعة قبل محاذاة الحجر بدعة.“(مناسک ملا على قارى: ۱۳۰، ۱۳۱)

(۶) وشرط النية أن تكون بالقلب إذلايعتبر اللسان إجماعا، بل قيل إنها بدعة إلاأنها مستحسنة أو مستحبة ؛لتذكير القلب واستحضاره.“(مناسک ملا على قارى: ۱۰۱)

"اے اللہ! میں آپ کی رضا کیلئے عمرہ کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں آپ میرے لئے اسے آسان فرمایئے اور قبول فرمایئے۔"

اپنا رخ بیت اللہ کی جانب رکھتے ہوئے دائیں جانب کھسک کر حجر اسود کے بالکل بالمقابل سامنے آجایئے اور کانوں تک ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھئے:

" بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لاَ إِلٰہ إِلَّا اللّٰہُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ." (حاشیہ مناسک:١٣٠)

استلام:

پھر اگر کسی کو ایذاء پہنچائے بغیر ممکن ہو تو حجر اسود کا استلام کیجئے[١]، استلام کا مطلب یہ ہے کہ حجر اسود پر اپنی دونوں ہتھیلیاں اس طرح رکھئے جس طرح سجدہ میں رکھی جاتی ہیں اور ہاتھوں کے درمیان حجر اسود کو بوسہ دیجئے۔ اگر بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو صرف ہاتھ یا چھڑی حجر اسود پر لگا کر اسے چوم لیجئے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دور ہی سے ہاتھ اٹھا کر ان کا رخ حجر اسود کی طرف کیجئے اور پشت اپنی جانب اس طور پر کہ ہاتھ بالکل حجر اسود کے بالمقابل ہوں، پھر ہاتھوں کو چوم لیجئے اور یہ دعاء پڑھئے:

" بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہ أکبر، أشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ." رواہ ابوالقاسم الاصبہانی (الترغیب:٢/١٢٤)

اہم ہدایات:

١۔ کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا حرام ہے[٢] اور استلام یعنی حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا مسنون ہے۔ اگر ازدحام کی وجہ سے ایذاء مسلم کے بغیر بوسہ دینے کا موقع نہ ہو تو بوسہ دینا

(١) قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه: "ثم ابتدأ بالطواف...... فاستقبل الحجر مكبرًا، مهللا، رافعا يديه كالصلاة، واستلمه بكفيه وقبّله بلاصوت...... فإن لم يقدر يضعهما ثم يقبلهما أو إحداهما وإلّا يمكنه ذلك يمس بالحجر شيئًا في يده ولوعصا ثم قبله...... وإن عجز عنهما أي الاستلام والإمساس استقبله مشيرًا إليه بباطن كفيه كأنه واضعهما عليه وكبر وهلل وحمداللّٰه تعالٰى وصلى على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم يقبل كفيه." (ردالمحتار: ٣/٥٧٥، دارالمعرفة)

(٢) قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه:" واستلمه بلا إيذاء......؛لأنه سنة، وترك الإيذاء واجب." قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه:" (قوله وترك الإيذاء واجب) أى فلايترك الواجب لفعل السنة." (أيضاً: ٣/٥٧٧، دارالمعرفة، بدائع: ١/١١٩، مناسك: ١٧٤)
وروى عن أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "كانوا يستلمون الحجر ثم يقبلونه." فيلتزمه ويقبله إن أمكنه ذلك، من غير أن يؤذى أحدًا لماروى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال لعمر: "ياأباحفص! إنك رجل قوى وإنك تؤذى الضعيف، فإذا وجدت مسلكا فاستلم وإلافدع وكبّر وهلّل." و؛ لأن الاستلام سنة وإيذاء المسلم حرام، وترك الحرام أولى من الإتيان بالسنة." (بدائع الصنائع: ٣/ ١١٩)

جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے، ایسے موقع پر دور سے استلام کا اشارہ کر کے ہاتھ چوم لینا کافی ہے، عموماً لوگ اس میں بہت غفلت کرتے ہیں اور ثواب کی بجائے الٹا گناہ کماتے ہیں۔

۲۔ حجر اسود، رکن یمانی اور ملتزم پر اکثر خوشبو لگی ہوتی ہے[۱]، اس لئے حالت احرام میں ان کو ہاتھ نہ لگایئے ورنہ دم وغیرہ کا خطرہ ہے۔[۲]

طواف شروع:

استلام یا اشارۂ استلام کے بعد دائیں طرف مڑ کر طواف شروع کر دیجئے، اب حجر اسود آپ کے بائیں طرف ہوگا۔[۳]

تنبیہ:

حجر اسود کے استلام یا اشارہ کے سوا دورانِ طواف خانہ کعبہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا جائز نہیں، اس کا خصوصی خیال رکھیں۔[۴]

رمل:

طواف کے کل سات چکر ہوتے ہیں[۵]، حجر اسود کے بالمقابل فرش پر بنی ہوئی سیاہ پٹی سے شروع کر کے دوبارہ جب اس پٹی پر پہنچیں گے تو ایک چکر ہوگا۔[۶]

---

(۱) قال العلامة ملاعلی قاری رحمه اللّٰه:" وإن لم يتيسر ذلک أمس الحجر شيئًا وقبّل ذلک الشیء إن أمكنه وإلا أی بأن لم يمكنه الإمساس أيضًا؛ للزحمة وحصول الأذية، أو؛ لكون الحجر ملطخًا بالطيب وهو محرم ، يقف بحياله مستقبلاله ، رافعًا يديه ، مشيرًا بهما إليه كأنه واضع يديه عليه." (مناسک ملا علی قاری: ۱۳۱)

(۲) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "وفی المبسوط: استلم الركن فأصاب يده أوفمه خلوق كثير فعليه دم ، وإن كان قليلافصدقة." (مناسک: ۳۱۳)

(۳) قال العلامة الحصكفی رحمه اللّٰه: "وأخذ الطائف عن يمينه ممايلی الباب فتصير الكعبة عن يساره."
(مناسک: ۳۰۳، ردالمحتار: ۵۷۸/۳،دارالمعرفة)

(۴) قال العلامة الحصكفی رحمه اللّٰه: "ولوعكس أعادمادام بمكة." وقال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: "(قوله ولوعكس) بأن أخذ عن يساره، وجعل البيت عن يمينه، وكذا لو استقبل البيت بوجهه أو استدبره، وطاف معترضًا." (ردالمحتار: ۵۷۹/۳،ايضاً)

(۵) قال العلامة الكاسانی رحمه اللّٰه: "وطاف بالبيت......سبعة أشواط."(بدائع الصنائع: ۱۲۰/۳ ، مناسک ملا علی قاری: ۱۳۳)

(۶) قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: "(قوله سبعة أشواط) من الحجر إلى الحجر شوط." (ردالمحتار: ۵۸۱/۳،دارالمعرفة)

جس طواف کے بعد سعی بھی ہو اس کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جاتا ہے[۱]، رمل کا مطلب یہ ہے کہ اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر پہلوانوں کی طرح ذرا تیزی سے چلئے[۲]، باقی چار چکروں میں حسب معمول عام رفتار سے چلئے۔ اس طواف کے بعد بھی چونکہ سعی ہے، اس لئے عمرہ کے اس طواف کے پہلے تین چکروں میں بھی رمل کیجئے۔ یہ حکم مردوں کیلئے ہے، عورتیں رمل نہ کریں، عام رفتار سے چلیں[۳]

رکن یمانی:

طواف کرتے ہوئے جب رکن یمانی (بیت اللہ کا وہ کونہ جو حجر اسود کے بالمقابل الٹے ہاتھ کو ہے اور طواف میں حجر اسود سے پہلے آخری نمبر پر یہی کونہ آتا ہے) پر پہنچیں تو اگر دوسروں کو ایذاء پہنچائے بغیر ممکن ہو تو اس پر دونوں ہاتھ یا دایاں ہاتھ لگائیں اور آگے بڑھ جائیں، دونوں ہاتھ یا دایاں لگانے کا موقع نہ ہو تو بایاں ہاتھ نہ لگائیں، نیز رکن یمانی یا ہاتھ کو چومنا ثابت نہیں اس سے اجتناب کریں۔[۴]

استلام یا اشارہ:

ہر چکر کے اختتام پر جب آپ حجر اسود پر پہنچیں تو اپنے آپ کو اور دوسروں کو ایذا میں مبتلا کئے بغیر اگر ممکن ہو تو استلام کیجئے، یعنی حجر اسود کو بوسہ دیجئے، ممکن نہ ہو تو دور ہی سے ہاتھوں کا اشارہ کر کے ہاتھ چوم لیجئے۔[۵] اس طرح طواف میں کل آٹھ مرتبہ حجر اسود کا استلام یا اشارہ ہوگا۔

---

(۱) قال الملاعلی قاری رحمه اللّٰه: ”وإذا أراد الشروع فيه، أی فی طواف بعده سعی فإنه حينئذٍ يسن الاضطباع والرمل له......“
(مناسک ملا علی قاری: ۱۲۹، ردالمحتار: ۳/۶۳۵، دارالمعرفة، فتح القدير: ۳٦۳، غنية: ۱۱۸، ۱۱۹)
”ويرمل فی الثلثة الأول منها، من الحجر إلی الحجر.“ (غنية الناسک: ۱۰۳)

(۲) قال العلامة المرغينانی رحمه اللّٰه: ”ويرمل فی الثلث الأول من الأشواط، والرمل أن يهز فی مشيته الكتفين كالمبارز يتبختر بين الصفين...... ويمشی فی الباقی علی هينته.“ (هداية: ۱/۲۴۱)

(۳) ”ولاتضطبع، ولاترمل، ولا تسعی بين الميلين.“ (غنية: ۹۴، هداية: ۱/۱۵۵)

(۴) قال الملا قاری رحمه اللّٰه: ”ويستحب استلام الركن اليمانی...... أی الواقع من جهة اليمين فی كل شوط أی حين وصوله، والمراد بالاستلام هنا لمسه بكفيه، أوبيمينه دون يساره كما يفعله بعض الجهلة والمتكبرة من دون تقبيله ....“
(مناسک ملا علی قاری: ۱۳۷)

(۵) قال العلامة المرغينانی رحمه اللّٰه: ”ويستلم الحجر كلما مرإن استطاع ؛لأن أشواط الطواف كركعات الصلٰوة ، فكما يفتتح كل ركعة بالتكبير يفتتح كل شوط باستلام الحجر، وإن لم يستطع الاستلام استقبل وكبَّر وهلَّل علی ماذكرنا.“ (هداية: ۱/۲۴۲)

تنبیہ:

(۱) طواف میں کانوں تک ہاتھ صرف شروع میں اٹھائے جاتے ہیں، بعض لوگ ہر چکر کے اختتام پر جب حجراسود کے سامنے پہنچتے ہیں تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں، یہ جہالت ہے، اس سے اجتناب کیجئے۔[۱]

(۲) طواف کے دوران کوئی مخصوص دعا قطعاً ضروری نہیں، جو دعا یاد ہو اور جس میں دل لگے، مانگتے رہیں یا کوئی بھی ذکر کرتے رہیں، البتہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت اور رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان جو دعائیں حدیث سے ثابت ہیں، وہ ابتدا میں ذکر کردی گئی ہیں، وہ پڑھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی بالکل خاموش رہے تو بھی کوئی حرج نہیں[۲]۔ معلّمین جو اجتماعی طور پر دعاء پڑھواتے ہیں اور حاجی لوگ غلط سلط پڑھتے رہتے ہیں یا دُعاؤں کے کتابچے ہاتھ میں لئے جیسے تیسے پڑھتے رہتے ہیں، یہ طریقہ غلط اور واجب الترک ہے۔

طواف ختم:

لیجئے! آپ نے سات چکر پورے کرکے طواف مکمل کرلیا، اب اضطباع (دایاں کندھا کھلا رکھنا) ختم کردیجئے اور دونوں کندھے ڈھک لیجئے۔[۳]

مقام ابراہیم پر دوگانہ:

اب مقام ابراہیم[۴] (وہ پتھر جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی

---

(۱) "ثم هل يرفع اليدين فى كل تكبير يستقبل به بدأ كل شوط أومختص بالأول ، فمال ابن الهمام إلى أن الثانى هو المعول، وظاهر كلام الكرمانى والطحاوى، وبعض الأحاديث يؤيد الثانى، فينبغى أن يرفعهما مرة، ويترك رفعهما أخرىٰ."(مناسک ملا علی قاری: ۱۳۳) "وكلما مرعلى الحجر الأسود استلمه بآدابه، كمافى الابتداء إلا أنه لايرفع يديه مع التكبير إلا فى الابتداء، قال ابن الهمام:"واعتقادى أن هذا هوالصواب، ولم أرعنه عليه السلام خلافه." (غنية: ۱۰۴)

(۲) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه: "ولوترك الأذكار أى والأدعية المأثورة وغيرها ممايستحب إكثاره حينئذٍ فسكت فى جميع طوافه جاز."(مناسک:۱۶۷، ۱۶۴، غنية: ۱۲۱)

(۳) "فإذا ختم الطواف بالاستلام ترك الإضطباع."(غنية الناسک: ۱۰۶)

(۴) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: "وختم الطواف باستلام الحجر استنانًا ، ثم صلى شفعا فى وقت مباح بعد كل أسبوع عند المقام أو غيره من المسجد."قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه (وقوله صلى شفعًا) أى ركعتين......"(ردالمحتار:۳/۵۸۵،دارالمعرفة)

تعمیر کی تھی) کے پیچھے، قریب ترین جگہ جہاں اطمینان سے نماز پڑھنا ممکن ہو، دو رکعت واجب طواف ادا کیجئے اور دعاء کیجئے[۱]، اگر رش کی وجہ سے قریب جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کسی بھی جگہ پڑھ سکتے ہیں۔ بہر حال اسی مقام پر نماز پڑھنے پر اصرار کرنا اور اپنی نماز اور دوسروں کا طواف خراب کرنا بہت بری بات ہے، اس سے اجتناب کیجئے نیز یہ خیال رکھیے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

ملتزم پر جانا:

طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت پڑھنے کے بعد یا اس سے پہلے اگر بسہولت ممکن ہو تو ملتزم (بیت اللہ کی دیوار کا وہ حصہ جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ہے) پر آ جائیے اور خوب گڑگڑا کر دعاء کیجئے۔ یہ قبولیت دُعاء کا خاص مقام ہے۔[۲]

زمزم پینا:

ملتزم پر دعاء کرنے کے بعد زمزم پر آئیے اور بیٹھ کر، بیٹھنے کا ہجوم کی وجہ سے موقع نہ ہو تو کھڑے ہو کر، بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب جی بھر کر زمزم پیجئے پینے سے پہلے یہ دعاء مانگئے[۳]:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا وَّاسِعًا، وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ."

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔" رواہ الدارقطنی والحاکم (الترغیب: ۲/۱۳۶)

سعی:

طواف عمرہ کا پہلا عمل تھا جو آپ کر چکے ہیں، اب دوسرا عمل صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کا ہے جسے سعی کہتے ہیں۔ اب آپ کو وضو کی ضرورت ہو تو وضو کر لیجئے، سعی با وضو

---

(۱) "ویستحب أن یدعو بعد هما." (مناسک ملاعلی قاری: ۱۳۸)

(۲) قال العلّامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه:" ثم یأتی الملتزم بعد أداء الرکعتین أوقبلهما، فیتشبث به بقرب الحجر، ویضع صدره، وبطنه، وخده الأیمن علیه، رافعا یدیه فوق رأسه، مبسوطتین علی الجدار، داعیًا بالتضرع والابتهال مع الخضوع والانکسار، مصلیًا علی النبی المختار."(مناسک ملا علی قاری: ۱۳۸، ۱۳۹)

(۳) "ثم یأتی زمزم أی بئرها فیشرب من مائها أی قائما وقاعدًا و ورائها مستقبلا، مبتدئًا بقوله: "اللّٰهم إنی أسئلک علمًا نافعا، ورزقا واسعًا، وشفاءً من کل داء." ویسمی ویتنفس ثلاثا، ویحمد، ویتضلع أی یبالغ فی شربه، فإنه ورد: "آیة مابیننا و بین المنافقین أنهم لایتضلعون من زمزم." (مناسک ملا علی قاری: ۱۳۹)

سنت ہے[۱]۔ پھر حجر اسود کے سامنے آیئے اور مذکورہ بالا طریقہ پر استلام یا اشارۂ استلام کیجئے، یہ نواں استلام ہوا، اس کے بعد مسجد حرام کے دروازے "باب الصفا" سے باہر نکلئے، یہ مستحب ہے، کسی اور دروازے سے بھی نکل سکتے ہیں[۲]۔ نکلتے وقت بایاں قدم باہر رکھئے اور دعا کیجئے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ."

(کتاب الدعاء للطبرانی:۱۵۰)

اور صفا کی طرف روانہ ہو جایئے[۳]۔

صفا سے سعی کی ابتداء:

صفا پر اتنا چڑھئے کہ بیت اللہ نظر آسکے، ہجوم یا ستونوں کی وجہ سے بیت اللہ نظر نہ آئے تو کوئی حرج نہیں[۴]۔ اب قبلہ رخ کھڑے ہو کر سعی کی یوں نیت کیجئے:

"یا اللہ! میں آپ کی رضا کیلئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور قبول فرمایئے۔"

دل سے نیت کر لینا کافی ہے، زبان سے بھی کہہ لیں تو کوئی حرج نہیں[۵]، پھر حمد و ثناء کے بعد خوب دعاء کیجئے[۶]۔

---

(۱) "فی سنن السعی :"....وكونه بعد طواف على طهارة عن الحدث الأصغر، وعن النجاسة فى الثوب والبدن." (غنية: ۱۳۵)

(۲) فإذا فرغ من الطواف ونحوه كماذكرنا...... ويسن أن يبتدأ بالحجر الأسود فيستلمه كما مر، ثم يخرج من باب الصفا ندبًا ، فإن خرج من غيره لابأس به، ويقول عندخروجه: "بسم الله والصلوٰة والسلام على رسول الله، اللّٰهم اغفرلى ذنوبى، وافتح لى أبواب فضلک." كما هوسنة عندالخروج من أى مسجد كان ، و يقدم رجله اليسرى ولكن يؤخرها فى التنعل بعكس آداب الدخول."
(مناسک: ۱۷۰، ۱۷۱، غنية الناسک:۱۲۸، فتح القدير: ۲/ ۳۶۱، ردالمحتار: ۲/ ۵۰۰)

(۳) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله: "ثم يتوجه إلى الصفا......" (مناسک ملا على قارى: ۱۲۰)

(۴) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله: "......بأن يميل إلى يمينه أدنى ميل؛ ليصير متوجها إلى جهة البيت، وإلا فالبيت الشريف لايبدو اليوم بناء على حجب البنيان." (مناسک:۱۷۳، ۱۷۱، غنية:۱۲۸، ۱۳۰، ردالمحتار: ۲/ ۵۰۰)

(۵) "وشرط النية أن تكون بالقلب ؛ إذلايعتبر اللسان إجماعًا، بل قيل إنها بدعة إلا أنها مستحسنة، أومستحبة ؛لتذكير القلب."
(مناسک ملا على قارى: ۱۰۱)

(۶) "ويدعو الله لحاجتهٖ."(هداية: ۱/ ۲۴۲، ردالمحتار: ۲/ ۵۰۰)
"ويجتهد فى الدعاء"(غنية الناسک: ۱۲۹، مناسک ملا على قارى: ۱۷۲)

مروہ کی طرف روانگی:

دُعا کے بعد صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلئے[1]، جب سبز ستونوں کے قریب پہنچیں تو مرد حضرات اعتدال کے ساتھ دوسری طرف کے سبز ستونوں تک ہلکا ہلکا دوڑیں[2]، خواتین نہ دوڑیں[3] مرد "میلین اخضرین" (سبز ستونوں) کے درمیان دوڑتے اور خواتین چلتے ہوئے یہ دعا مانگیں:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ." (کتاب الدعاء للطبرانی: ۲۷۱)

یہ دعا یاد نہ ہو تو کوئی بھی دعاء مانگتے رہیں، بالکل خاموش رہیں تو بھی جائز ہے۔[4]

مروہ پہنچ کر:

مروہ پر پہنچ کر قبلہ رخ ہوکر پھر دعا کیجئے۔[5] یہ ایک چکر مکمل ہوگیا۔ پھر مروہ سے صفا کی طرف چلئے اور میلین اخضرین (سبز ستونوں) کے درمیان مرد ہلکی دوڑ لگائیں، لیکن خواتین معمول کے مطابق چلیں[6]، صفا پر پہنچیں گے تو دوسرا چکر مکمل ہوجائے گا۔

سعی کا اختتام:

اس طرح تیسرا چکر مروہ پر، چوتھا چکر صفا پر، پانچواں چکر مروہ پر، چھٹا چکر صفا پر اور ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔ ہر چکر میں سبز ستونوں کے درمیان مرد ہلکا ہلکا دوڑیں گے اور خواتین معمول کے مطابق چلیں گی، اسی طرح جب بھی صفا یا مروہ پر پہنچیں تو قبلہ رخ

---

(۱) ثم ينحط نحو المروة، ويمشي على هينته فإذا بلغ بطن الوادي يسعى بين الميلين الأخضرين سعيًا، ثم يمشي على هينتهٖ حتى يأتي المروة ويصعد عليها......" (هداية: ۱/ ۲۴۳، غنية: ۱۲۹، ردالمحتار: ۲/ ۵۰۱)

(۲) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "ويستحب أن يكون السعي بين الميلين فوق الرمل دون العدو...... فلوتركه أوهرول في جميع السعي فقدأساء." (مناسک: ۱۷۳)

(۳) قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه: "ولاتلبّي جهرًا، ولاترمل، ولاتضطبع ولا تسعى بين الميلين" (ردالمحتار: ۲/ ۵۲۸)

(۴) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "ولوترک الأذكار أي الأدعية المأثورة وغيرها ممايستحب إكثارهٗ حينئذٍ فسكت في جميع طوافه جاز." (مناسک ملا علی قاری: ۱۶۷، غنية الناسک: ۱۲۱)

(۵) قال الملاعلی قاری رحمه اللّٰه: "ويفعل على المروة جميع مافعله على الصفا من الاستقبال، والتكبير، والذكر، والدعاء، ثم ينزل منها داعيا، ذاكرًا، ويمشي على هينته فإذا بلغ الميلين سعى كمامر، هكذا يفعل ذٰلک سبعة أشواط، يبدأ بالصفا ويختم بالمروة، من الصفا إلى المروة شوط، والعود منها إلى الصفا شوط آخر."

(مناسک ملا علی قاری: ۱۷۳، هداية: ۱/ ۲۴۳، ردالمحتار: ۲/ ۵۰۱)

(۶) قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه:" ولاترمل ولاتضطبع ولاتسعى بين الميلين." (ردالمحتار: ۲/ ۵۲۸، غنية: ۹۴)

کھڑے ہوکر خوب خوب دعا مانگتے رہیں۔

دوگانۂ شکر:

اگر مکروہ وقت نہ ہوتو سعی سے فارغ ہوکر مطاف میں ایسی جگہ جہاں آپ کی نماز یا دوسروں کے طواف میں خلل نہ ہو یا مسجد حرام میں جس جگہ سہولت ہو شکرانہ کے دو نفل ادا کیجئے۔[١]

حلق یا قصر:

عمرہ کا تیسرا عمل حلق یا قصر ہے، سعی کے بعد مردوں کیلئے بہتر ہے کہ سارے سر کے بال منڈائیں[٢]۔ خواتین سارے سر کے بال انگلی کے پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ کتروائیں[٣]۔ مردوں کیلئے حلق (بال منڈانا) افضل ہے مگر گنجائش اس کی بھی ہے کہ قصر کریں[٤]، یعنی پورے سر کے بال انگلی کے پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ کتروائیں[٥]، مگر جو لوگ قینچی لئے وہاں قریب کھڑے رہتے ہیں ان سے چند بال کتروانا حنفی محرم کیلئے ہرگز کافی نہیں، اس سے اجتناب کریں[٦]، ورنہ دم واجب ہوجائے گا[٧]۔

---

(١) قال العلامة الحصكفي رحمه الله: ''وندب ختمه بركعتين في المسجد كختم الطواف.''
(ردالمحتار: ٢/٥٠١، مناسک ملا علی قاری: ١٨١)

(٢) قال العلامة المرغيناني رحمه الله: ''ثم يحلق أويقصر، والحلق أفضل.'' (هداية: ١/٢٥٠)

(٣) قال العلامة الكاساني رحمه الله: ''ولاحلق على المرأة؛ لماروى عن ابن عباس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال:'' ليس على النسآء حلق وإنما عليهن تقصير.'' وروت عائشة رضى الله عنها:'' أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى المرأة أن تحلق رأسها.'' ولأن الحلق فى النساء مثلة...... فتأخذ من أطراف شعرها قدر أنملة......''
(بدائع الصنائع: ٣/١٠٠، أبوداؤد: ٢٧٩، مرقاة شرح مشكوٰة: ٥/٥٤٠، ردالمحتار: ٢/٥١٦، هداية: ١/٢٥٥)

(٤) قال العلامة المرغيناني رحمه الله: ''ثم يحلق أويقصر، والحلق أفضل.'' (هداية: ١/٢٥٠، ردالمحتار: ٢/٥١٥، ٥١٦، بدائع الصنائع: ٣/١٠١، غنية الناسک: ١٧٣، مرقاة شرح مشكاة: ٥/ ٥٣٤ و ٥٤٠)

(٥) قال العلامة الكاساني رحمه الله : '' وأما التقصير فالتقدير فيه بالأنملة...... لكن أصحابناقالوا: ''يجب أن يزيد فى التقصير على قدر الأنملة......'' (بدائع الصنائع: ٣/١٠١، ردالمحتار: ٢/٥١٦، غنية: ١٧٤، هداية: ١/٢٥٠)

(٦) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله:''......وقد قال تعالىٰ: ''محلّقين رؤوسكم ومقصّرين.'' فدل على جواز كل منهما، إلا أن الحلق أفضل بلاخلاف، والظاهر وجوب استيعاب الرأس، وبه قال مالك، وحكى النووى الإجماع عليه، والمراد به إجماع الصحابة، والسلف رحمهم الله، ومما يؤيده قوله عليه الصلوٰة والسلام:''خذوا عنى مناسككم'' ولم يحفظ عنه عليه الصلوٰة والسلام ولاعن أحد من أصحابه الكرام الإكتفاء ببعض شعر الرأس، وأما القياس فغير صحيح للفرق بينهما...... ولم يثبت عنه وأصحابه الكرام قط أنهم اكتفوا بحلق بعض الرأس أوتقصيره، بل وردالنهى عن القزعة حتىٰ للصغار، وهى حلق بعض الرأس وتخلية بعضه، فالظاهر أنه لايخرج من الإحرام إلا بالاستيعاب.''(مرقاة شرح مشكاة:٥/٥٣٤ و ٥٤٠،غنية الناسک:١٧٤ ،نووى شرح مسلم: ١/٤٢٠،فتح القدير:٢/٢٨٦)

(٧) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله فى فصل واجبات الحج:''الإحرام من الميقات، والسعى بين الميلين...... والحلق أوالتقصير...... وحكم الواجبات لزوم الجزاء أى الدم بترک واحد منها.'' (مناسک ملا علی قاری: ٢٨و٤٧)

عمرہ مکمل:

حلق یا قصر کے بعد عمرہ مکمل ہوگیا، احرام کی پابندیاں ختم ہوگئیں، اب غسل کریں، کپڑے پہنیں، خوشبو لگائیں اور گھر کی طرح رہیں، دل وجان سے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں کہ اس نے عمرہ کی سعادت بخشی اور بقیہ ایام کی قدر کریں اوران کو اپنے رب کی مرضی کے مطابق بسر کرنے کی کوشش کریں۔[1]

نفلی طواف:

اب آپ ۸/ ذی الحجہ تک مکہ میں قیام کریں گے، ان دنوں کی قدر کیجئے اور بازاروں میں فضول گھومنے اور وقت ضائع کرنے کی بجائے وہاں کی سب سے بڑی عبادت طواف زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کیجئے اور ہر طواف کے بعد دو رکعت واجب نماز مقامِ ابراہیم کے قریب ادا کیجئے۔ جو وقت طواف سے بچے اس میں نوافل اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہیے۔[2]

یہ بات مدِنظر رکھئے کہ نفلی طواف جو عمرہ کے بغیر کیا جاتا ہے اس میں اضطباع اور رمل نہ ہوگا، نہ اس کے بعد صفا مروہ کی سعی ہوگی۔[3]

---

(۱) ”وإذا حلق یوم النحر حل من إحرامه علی ظاهر الروایة، إلأأنه یحل من إحرام العمرة فی کل شئ حتی فی حق النساء.“ (غنیة:۲۱۸)

(۲) ”ویطوف بالبیت مابداله بلا رمل، ولا اضطباع، ولاسعی بعده ؛ لأن التنفل بالسعی غیرمشروع.“ (غنیة الناسک:۱۳۷)

(۳) ”لأن التنفل بهذه الثلاثة غیرمشروع.“(مناسک:۲۵۴)

مختصر معمولات برائے مکہ مکرمہ

یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے[۱]، اسلئے درجِ ذیل نیکی کے کام کریں اور ہر نیک عمل پر ایک لاکھ کا ثواب پائیں:

- نفل طواف کثرت سے کریں[۲] یہاں کی سب سے اہم وافضل عبادت طواف ہی ہے[۳]، نفل عمرہ بھی کرسکتے ہیں۔[۴]
- درود شریف اور استغفار کی زیادہ سے زیادہ تسبیحات پڑھیں۔
- سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم کی تسبیحات پڑھیں، اور تیسرے کلمہ کی تسبیح پڑھیں، اگر ہوسکے تو ہر نماز کے بعد ان سب کی ایک ایک تسبیح سو دانے والی پڑھ لیا کریں کہ یہ تسبیحات بڑے اجر و ثواب کا باعث ہیں، یہاں ہر تسبیح پر ایک لاکھ تسبیح کا ثواب ہے، گھر جاکر یہ ثواب کہاں ملے گا۔
- چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے ''لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ'' کثرت سے پڑھتے رہیں، یہ کلمہ بہت مبارک ہے اور بہت زیادہ قربِ خداوندی کا باعث ہے۔
- قرآن کریم کی تلاوت کریں، اگر ہوسکے تو ایک قرآن مجید ختم کریں اور ''مناجاتِ مقبول'' کی عربی یا اردو کی ایک ایک منزل روزانہ پڑھ لیا کریں۔[۵]

اشراق[۶]، چاشت، اوّابین، تہجد، قیام اللیل، سنن زوال، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ التوبۃ اور صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کریں۔

---

(۱) ''قال الحسن البصری رحمه اللّٰه: ''صوم يوم بمكة بمائة ألف، وصدقة درهم بمائة ألف، وكل حسنة بمائة ألف.'' ومثله لايقال إلاعن توقيف، وكذا المعاصی تضاعف......'' (غنية: ۱۴۲)

(۲) ''ويطوف بالبيت مابداله......'' (غنية: ۱۳۷)، ''وليكثرمن الطواف.'' (غنية: ۱۸۹)

(۳) قال العلامة ملاعلی قاری رحمه اللّٰه:''وطواف التطوع أفضل من صلوٰة التطوع للغرباء.''
(مناسک:۱۶۸، غنية:۱۳۷، بدائع: ۱۲۸/۳، ردالمحتار: ۵۰۲/۲، تاتارخانية: ۴۵۱/۲)

(۴) ''وإذا مضت أيام التشريق فإنهم يعتمرون ماشآء وا......'' (غنية: ۱۸۹)

(۵) ''وينبغی أن لايخرج من مكة حتى يختم القرآن ، فإن ذٰلک مستحب فی المساجد الثلاثة.''(غنية: ۱۸۹، مناسک: ۲۵۲ ۵۳۵)

(۶) ''ويستكثرمن أعمال الخير كلها أی من غيرالصوم و الصدقة من صلوٰة النافلة، والتلاوة، وملازمة الذكر، ومداومة الفكر، وشهود الوجود، ووجود الشهود.'' (مناسک: ۵۳۴)

○ زیادہ سے زیادہ وقت مسجدِ حرام میں گزاریں، لیکن یادِ الٰہی میں مشغول رہیں اور حرم شریف میں آتے وقت اعتکاف کی نیت ضرور کرلیا کریں اور دنیا کی باتوں سے پرہیز کریں۔[۱]

○ صدقہ، خیرات کرتے رہیں اور ایک دوسرے کی خدمت بجالائیں اور دوسروں سے جو تکلیف ہو اسے برداشت کریں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب رہیں۔[۲]

○ یہاں پر ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے، اور گناہ کا وبال بھی بہت سخت ہے، اسلئے فسق و فجور، گندی باتیں، لڑائی جھگڑا، غیبت، فضول باتوں اور فضول مجلسوں سے اجتناب کریں اور وہاں کے احترام کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔[۳]

○ مکہ مکرمہ کے لوگوں کی برائی نہ کریں، ان کی سختی اللہ تعالیٰ کیلئے برداشت کریں اور اپنی برائیوں پر نظر رکھیں، اور ان کی خوبیوں کو یاد رکھیں۔[۴]

○ بلاضرورت بازار میں نہ گھومیں اور اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں، ضرورت کے تحت جانا پڑے تو جلد واپس آنے کی فکر کریں۔

جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں:

مکہ معظّمہ میں یوں تو ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے مگر مندرجہ ذیل مقامات پر دعا قبول ہونے کی زیادہ امید ہے، اس لئے ان مقامات پر دعاء مانگنے کا خاص خیال رکھیں، لیکن نہ تو ازخود عورتوں کے ہجوم میں داخل ہوں اور نہ کسی دوسرے کو تکلیف دیں۔

○ خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے وقت۔

---

(۱) ”ویستحب له أن ینوی الاعتکاف کلما دخل المسجد الحرام، فإنه مستحب فی کل مسجد فکیف الظن بالمسجد الحرام.“ (غنیة: ۱۳۸)

(۲) ”ویتصدق علی أهلهما أی من الفقراء، والمساکین القاطنین و المجاورین، والواردین، والوافدین.“ (مناسک: ۵۳۴، غنیة: ۱۹۰)

(۳) قال الحسن البصری رحمه اللّٰه تعالیٰ:” صوم یوم مکة بمائة ألف وصدقة درهم بمائة ألف، وکل حسنة بمائة ألف.“ ومثله لایقال إلاعن توقیف، وکذا المعاصی تضاعف علی ماروی عن ابن عباس وابن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما إن صح، وإلا فلاشک أنها فی حرم اللّٰه أفحش وأغلظ......“ (غنیة الناسک: ۱۴۳)

(۴) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ”وینبغی أن ینظر إلی أهلهما بعین التعظیم أی ورعایة التکریم ولایبحث عن بواطنهم، یکل سرائرهم إلی اللّٰه تعالیٰ، ویحبهم ؛لجوار هم کیفما کانوا......“ (مناسک ملا علی قاری: ۵۳۵، غنیة: ۱۹۰)

○ مطاف میں۔[1]

○ طواف کرتے وقت۔

○ ’’حجرِ اسود‘‘ کے سامنے۔

○ ملتزم پر۔

○ حطیم میں۔

○ میزابِ رحمت کے نیچے۔

○ رکنِ یمانی پر۔

○ مقامِ ابراہیم کے پاس۔

○ زمزم کے کنویں پر۔

○ صفا پر۔

○ ’’میلین اخضرین‘‘ کے درمیان میں جہاں دوڑتے ہیں۔

○ ’’مروہ‘‘ پر۔

○ ’’منیٰ‘‘ میں۔

○ ’’جمرات‘‘ کے پاس۔

○ ’’مسجدِ خیف‘‘ میں جہاں ستر انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں۔

○ ’’عرفات‘‘ میں۔

○ ’’مزدلفہ‘‘ میں بالخصوص ’’مسجد مشعرالحرام‘‘ کے پاس۔

○ ہراس جگہ پر جہاں سے خانہ کعبہ نظر آئے۔

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ’’أماکن الإجابة : الطواف، والملتزم، وتحت المیزاب، وفی البیت، وعند زمزم، وخلف المقام، وعلی الصفا والمروة، وفی المسعی، وعرفة، ومزدلفة ومنی والجمرات ورؤیته البیت أ ی فی کل مکان یراه والحجر، والحجر الأسود، والرکن الیمانی......‘‘ (مناسک: ۴۹۸، غنیة: ۱۲۳)

چند زیارات

مکہ معظّمہ میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اہم واقعات وابستہ ہیں، ان مقامات کی زیارت حج وعمرہ کا حصہ تو نہیں ہے، لیکن وہاں جا کر سیرت کے وہ واقعات یاد کرنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے، اس لئے اگر مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے بآسانی موقع ملے اور ہمت اور طاقت بھی ہو تو ان مقامات پر جانا اور زیارت کرنا اچھا ہے، اور ان مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قبولیتِ دعا کی بھی امید ہے، لیکن یہ زیارت ضروری ہرگز نہیں، بلکہ مسنون یا مستحب بھی نہیں، شرعاً ان مقامات کی زیارت کا کوئی ثواب منقول نہیں، اگر کوئی بالکل نہ جائے تو اس کے حج یا عمرہ میں کچھ خلل نہیں آتا بلکہ زیادہ فکر حرم شریف کی حاضری کی ہونی چاہئے، کیونکہ اصل زیارت گاہ وہی ہے اور زیادہ سے زیادہ وقت طواف میں صرف کرنا چاہیے، کیونکہ وہاں کی سب سے افضل عبادت یہی ہے۔

تاہم اگر کوئی سیر وتفریح کی نیت سے نہیں، ایمان تازہ کرنے کی نیت سے ان مقامات کی زیارت کرے تو کوئی حرج نہیں۔

چند اہم مقامات مندرجہ ذیل ہیں:

غارِ ثور: جہاں ہجرت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام پذیر ہوئے تھے۔

غارِ حرا: جہاں قرآن کریم کی پہلی آیت اتری۔

مسجد الجن: جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو تبلیغ فرمائی تھی۔

مسجد الرایۃ: جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جھنڈا گاڑا تھا۔

مسجد بلال رضی اللہ عنہ: یہ جبل ابوقبیس کے اوپر ہے، وہاں ایک قول کے مطابق چاند کے ٹکڑے کرنے کا معجزہ ہوا تھا۔

مولد النبی: محلّہ مولد النبی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔

جنتِ معلّٰی: مکہ مکرمہ کا قبرستان۔[1]

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ”یستحب زیارة بیت سیدتنا خدیجة رضی اللّٰه عنها...... ومولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم...... وغارجبل ثور، وغار جبل حراء، ومسجدالرایة ومسجد الجن...... ومسجد علی جبل أبی قبیس...... ویستحب زیارة أهل المعلی......“ (مناسک ملا علی قاری: ۴۹۹، ۵۰۱)

حج کے پانچ دن

۸/ ذی الحجہ (حج کا پہلا دن)

حج واحرام کی تیاری:

۸/ ذی الحجہ سے پہلی رات کو حج شروع کرنے اور منیٰ جانے کی تیاری مکمل کر لیجئے، سر کے بال سنواریئے، مونچھیں کاٹئے، ناخن کاٹئے، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کیجئے۔[۱]

احرام، نفل، نیت اور تلبیہ:

۸/ ذی الحجہ کی صبح کو غسل یا وضوء کر کے احرام باندھ لیجئے،[۲] جس کا طریقہ مردوں اور عورتوں کیلئے عمرہ کے بیان میں گزر چکا۔ مکروہ وقت نہ ہو تو مرد حرم شریف میں آ کر سر ڈھک کر دو رکعت نفل ادا کریں، خواتین یہ نفل گھر پر پڑھیں۔[۳]

نفل سے فارغ ہو کر اپنا سر کھول دیجئے[۴] اور دل سے نیت کیجئے۔ اگر زبان سے کرنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں، درج ذیل الفاظ میں کر سکتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡ ہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّی۔" (مناسک:۹۸)

ترجمہ: اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا/کرتی ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور قبول فرمائیے۔

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "إذا أراد أن يحرم يستحب أن يقص شاربه، ويقلّم أظفاره، وينتف أويحلق إبطيه، ويحلق عانته...... ويتجرد عن لبس المخيط، ويغتسل بسدر أو نحوه ينويه للإحرام أويتوضأ والغسل أفضل."
(مناسک ملا علی قاری:۹۷ و ۱۸۷، غنية:۲۱۶، ردالمحتار: ۲/ ۴۸۱، ۴۸۲)

(۲) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "وإذا أراد الإحرام بالحج من مكة يوم التروية أوقبله فالأفضل أن يغتسل ويتطيب، ثم يدخل المسجد، فيطوف سبعًا أی طواف تحية المسجد إن قدر عليه، ثم يصلی ركعتين......" (مناسک: ۱۸۷، غنية:۲۱۶)

(۳) عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: "لو أدرک رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ماأحدث النسآء لمنعهن المسجد كمامنعت نساء بنی إسرائيل." (بخاری: ۱/ ۱۲۰، أبوداؤد: ۱/ ۹۱، مسلم: ۱/ ۱۳۸)

(۴) قال العلامة الحصكفی رحمه اللّٰه: "وبعده يتقی الرفث ، والفسوق...... وستر الوجه ، والرأس." (ردالمحتار: ۲/ ۴۸۷)

اس کے بعد تین مرتبہ تلبیہ کہئے اور دعا کیجئے[1]۔اب احرام کی پابندیاں شروع ہو گئیں[2]۔ ان کی تفصیل عمرہ کے بیان میں گزر چکی، ان کا خیال رکھیے۔

منیٰ روانگی:

احرام بندھ چکا، اب آپ چار پانچ دن کا ضروری سامان ساتھ لیجئے اور منیٰ روانہ ہوجایئے[3]۔منی جانے کیلئے معلّم کی طرف سے گاڑیوں کا انتظام بھی ہوتا ہے،مگر عموماً ہجوم زیادہ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں پر جانے میں وقت بہت صرف ہوتا ہے اور گاڑیوں پر بیٹھے بیٹھے لوگ تنگ ہوجاتے ہیں، منیٰ مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے[4]، پیدل جانا بھی کچھ مشکل نہیں، اگر ہمت کرسکیں تو بہتر یہی ہے کہ پیدل جائیں[5]۔راستہ بھر زیادہ سے زیادہ تلبیہ اور ذکر جاری رکھیے۔[6]

منیٰ میں:

۸/ ذی الحجہ کو منیٰ میں آپ کو کوئی خاص کام نہیں کرنا ہے۔۸/ ذی الحجہ کا دن اور اس کے بعد آنیوالی رات یہاں گذارنا ہی بس ایک عمل ہے۔نمازوں کے وقت پر نمازیں باجماعت پڑھنے کا اہتمام کیجئے۔دعائیں کیجئے، حج کے مسائل کی کتابیں سنتے سناتے رہیے، علماء سے سیکھنے کا اہتمام کیجئے اور دوسروں کو بھی اعمالِ خیر کی ترغیب دیجئے۔۹/ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳/ ذی الحجہ کی عصر تک[7] ہر

---

(۱) ”ویستحب أن یکرر التلبیة ثلاثا...... وإذا لبّى یستحب أن یخفض صوته، ویصلی علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، ویدعو بماشاء، وإن تبرک بالمأثور فحسن.“ (غنیة الناسک: ۷۴)

(۲) ”فإذا أحرم قولا بالتلبیة أوفعلا بالسوق فلیتق الرفث، والفسوق......“ (غنیة: ۸۵)

(۳) قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰہ: ”فإذا صلی بمکة الفجر ثامن الشهر خرج إلی منی ومکث بها إلی فجر عرفة.“

(ردالمحتار: ۲/۵۰۳، تاتارخانیه: ۲/۴۵۱،مناسک:۱۸۸،غنیة:۱۴۶)

(۴) ”و یستحب أن یدخلها ماشیاً أی تأدباً و تواضعاً؛لأنها من الحرم المحترم .“(مناسک:۲۱۳، غنیة : ۱۶۲)

(۵) ”عرفات إلی آخر مزدلفة فرسخ ، و منه إلی آخر منیٰ فرسخ ، و منه إلی آخر مکة فرسخ ، و الفرسخ ثلاثة أمیال.“ (غنیة : ۱۶۲)

(۶) ”ویستحب أن یکون فی خروجهٖ من مکة ودخوله مکة ملبیا، داعیا، ذاکرًا.....“ (مناسک: ۱۸۹ ،غنیة:۱۴۶)

”ویستحب أن یکون فی مسیرهٖ ملبیًا، مکبرًا......“ (غنیة: ۱۶۲)

(۷) قال فی التنویر:”ویجب تکبیر التشریق مرة ”اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر لا إله إلا اللّٰہ، واللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر، وللّٰہ الحمد“ عقب کل فرض أدی بجماعة مستحبة من فجر عرفة إلی عصر العید علی إمام مقیم ومسافر أو قروي أو امرأة وقالا بوجوبه فور کل فرض مطلقاً.إلی آخر أیام التشریق وعلیه الاعتماد.“ قال فی شرحه تحت قولهٖ (علیه الاعتماد):”والعمل والفتوی في عامة الأمصار وکافة الأعصار.“(رد المحتار:۳/۷۱)

نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق کہنا واجب ہے[1]۔ مرد بآواز بلند اور خواتین آہستہ کہنے کا اہتمام کریں۔[2]

۹/ ذی الحجہ (حج کا دوسرا دن)

عرفات روانگی:

۹/ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات روانہ ہوجایئے[3]، عرفات منٰی سے تقریباً چھ میل ہے، اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے یہ فاصلہ پیدل طے کرتے ہیں، اگر آپ اسکی ہمت کرسکیں تو بہت بہتر اور اگر ہمت نہ ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ تکان کی وجہ سے ذکر و عبادت میں نشاط اور خوشدلی نہ رہے گی تو بہتر ہے کہ سواری پر جائیں۔ راستہ میں تلبیہ اہتمام سے پڑھتے جایئے۔

عرفات پہنچ کر:

اگر آپ زوال سے پہلے عرفات پہنچ گئے تو بقدر ضرورت زوال تک آرام کرنے میں کچھ حرج نہیں[4]۔ زوال کے قریب اٹھ کر ممکن ہو تو غسل کیجئے ورنہ وضوء کیجئے۔

وقوف عرفات:

زوال ہوتے ہی وقوف شروع کردیجئے اور غروب آفتاب تک جاری رکھئے[5]، حدود عرفات کا خاص خیال رکھئے، مسجدِ نمرہ کا کچھ حصہ حدودِ عرفات میں داخل نہیں[6] ناواقف لوگوں کو بعض اوقات غلط فہمی ہوتی ہے اور وہ اس حصے میں وقوف کرتے ہیں، اگر کوئی[7] شروع سے

---

(۱) قال العلامة الكاسانى رحمه اللّٰه: "فالصحيح أنه واجب." (بدائع: ۲/ ۱۲)

(۲) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: "ولاتلبّى جهرًا، بل تسمع نفسها؛ دفعًا للفتنة." (ردالمحتار: ۲/ ۵۲۸، هداية: ۲/ ۲۵۵)

(۳) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: "ثم بعد طلوع الشمس راح إلى عرفات......" (رد المحتار: ۲/ ۵۰۳، غنية: ۱۴۶، مناسک: ۱۸۹)

(۴) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه: "فإذا نزل يمكث فيها، ويشتغل بالدعاء والصلاة على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، والذكر، والتلبية إلى أن تزول الشمس، فإذا زالت اغتسل أوتوضأ، والغسل أفضل." (مناسک ملا على قارى: ۱۹۱، غنية: ۱۶۰)

(۵) "الرابع: الوقت، وأوله زوال الشمس يوم عرفة." (مناسک: ۲۰۴) "وأما سننه فالغسل للوقوف، الخطبتان، وكونهما بعد الزوال قبل الصلوٰة، والجمع بين الصلاتين، وتعجيل الوقوف بعده." (غنية: ۱۶۰)

(۶) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: "وعرفات كلها موقف إلا بطن عرنة." وقال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: "فلايصح الوقوف بها على المشهور." (رد المحتار: ۲/ ۵۰۳ و ۵۰۸)

(۷) الثالث: المكان أى عرفات، فلوأخطأه أى فضلاعن تعمده، ونسيانه، وجهله لم يجز وقوفه بعرفة، ولوببطن عرنة." (مناسک: ۲۰۴)

آخر تک اسی حصے میں رہا تو اس سے حج کا رکن اعظم ''وقوف عرفہ'' چھوٹ گیا اور اگر غروب سے پہلے حدود عرفات سے باہر نکل آیا تو دم لازم ہوگا۔[1]

وقوفِ عرفہ کے دوران تلبیہ پڑھنے، توبہ واستغفار، دعا اور ذکر مسنون ''لَا إِلٰـــهَ إِلَّا اللهُ، وَحْـدَهُ لَاشَـرِيْكَ لَـه، لَـهُ الْـمُـلْـکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ، وَهُوَعَلىٰ كُلِّ شيءٍ قدير.'' پڑھنے اور الحاح وزاری میں وقت گزاریئے۔[2]

(کتاب الدعاء للطبرانی: ۲۷۳:۳)

مسئلہ: وقوف کھڑے ہوکر کرنا افضل ہے اور بیٹھ کر بھی جائز ہے۔[3]

ظہر وعصر کی نماز:

عرفات کی مسجد نمرہ میں ظہر وعصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک ساتھ با جماعت ادا کی جاتی ہے[4] مگر بعض اوقات ائمہ حضرات مسافر نہ ہونے کے باوجود قصر کرتے ہیں، یعنی دو دو رکعت پڑھتے ہیں جو حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں[5]۔ اس لئے آپ ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی نماز عصر کے وقت اذان وتکبیر کے ساتھ الگ با جماعت ادا کیجئے۔

مزدلفہ روانگی:

غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر تلبیہ کہتے ہوئے[6] اور ذکر کرتے ہوئے

---

(۱) ''فإن جاوز قبل الغروب، فعليه دم، إمَامًا كان أوغيره.'' (غنية الناسک: ۱۶۰، مناسک: ۲۱۰)

(۲) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه: ''ويشتغل بالدعاء، والصلوٰة على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، والذكر أى بأنواعه، وفى الحديث: ''أفضل ماقلته أنا والنبيون من قبلى يوم عرفة: ''لاإله إلااللّٰه وحده، لاشريک له، له الملک، وله الحمد، يحيى ويميت، وهو حى، لايموت، بيده الخير، وهو على كل شيء قدير.'' ويكثر من الاستغفار لنفسه، ولوالديه، ومشايخه، وأقاربه، وأصحابه الأخيار، ولعامة المسلمين الأحياء منهم والأموات.'' (هداية: ۲۴۶، مناسک ملا على قارى: ۱۹۱، غنية الناسک: ۱۴۸ و۱۵۶)

(۳) ''فيقف راكبًا هو الأفضل والأكمل أن يكون المركوب بعيراً وإلا فقائما وإلا فقاعدًا أى وإلا فمضطجعا.''

(مناسک: ۱۹۹، تاتارخانية: ۲/۴۵۵)

(۴) قال العلامة المرغينانى رحمه الله: ''فإذا اغتسل وزالت الشمس سار إلى المسجد أى مسجد نمرة...... وينزل ويقيم المؤذن، فيصلى بهم الإمام الظهر، ثم يقيم، فيصلى بهم العصر فى وقت الظهر، والحاصل أنه يصلى بهم الظهر والعصر فى وقت واحد......''

(مناسک ملا على قارى: ۱۹۳، غنية الناسک: ۱۵۰، هداية: ۱/۲۴۴)

(۵) ''ولايجوز للمقيم أى ولو كان إماما أن يقصّر الصلاة أى لاختصاص القصر بالمسافر إجماعًا، وإنما الخلاف فى كون الجمع للنسک، والسفر، ولاللمسافر أن يقتدى بهٖ أى بالمقيم إن قصر أى لعدم صحة صلاته بالقصر......''

(مناسک ملا على قارى: ۱۹۵، تاتارخانية: ۲/۴۵۴، غنية: ۱۵۰)

(۶) قال العلامة المرغينانى رحمه اللّٰه: ''وإذا غربت الشمس أفاض الإمام والناس معه على هينتهم حتى يأتوا المزدلفة.''

(هداية: ۱/۲۴۷، مناسک: ۲۱۳، غنية: ۱۶۱، ۱۶۲)

مزدلفہ روانہ ہوجایئے۔

نمازمغرب وعشاء:

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز ملاکر عشاء کے وقت میں ادا کیجئے[۱]۔ دونوں نمازوں کیلئے صرف ایک اذان اور ایک اقامت کہئے، پہلے مغرب کے فرض باجماعت ادا کیجئے، پھر تکبیر تشریق اور تلبیہ پڑھئے اور اس کے بعد فوراً عشاء کے فرض ادا کیجئے، پھر مغرب کی دو سنتیں، پھر عشاء کی دو سنتیں اور وتر پڑھیے، نفل پڑھنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مزدلفہ پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز نہ ہوگی، مزدلفہ پہنچ کر اس کا اعادہ واجب ہوگا[۲]۔

ذکرودعا:

یہ بڑی مبارک اور فضیلت والی رات ہے، اس میں زیادہ سے زیادہ ذکروتلاوت، تلبیہ و دعا کا اہتمام کیجئے، ضرورت ہوتو کچھ آرام بھی کرلیجئے[۳]۔

☆☆☆

۱۰/ذی الحجہ (حج کا تیسرا دن)

نمازفجر اور وقوف:

صبح صادق ہونے پر اذان دیکر سنتیں پڑھ کر فجر کی نماز اول وقت میں باجماعت ادا کیجئے[۴]

---

(۱) قال العلامة المرغيناني رحمه الله: "ويصلي الإمام بالناس المغرب و العشاء بأذان وإقامة واحدة، ولايتطوع بينهما."
(هداية: ۱/۲۴۷، مناسک:۲۱۴، غنية:۱۶۳)

(۲) "حتى لو صلى الصلاتين أو أحدهما قبل الوصول إلى مزدلفة أوبعد التجاوز عنها إلى منى لم يجزه عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ، وعليه إعادتها إذا وصل......" (غنية الناسک:۱۶۳، ۱۶۴، مناسک:۲۱۷، هداية: ۱/۲۴۷، ۲۴۸)

(۳) قال العلامة ملا علی قاری رحمه الله: "ويشتغل بالدعاء بمثل ما اشتغل به بعرفة إن تيسرله وينبغي إحياء هذه الليلة بالصلوٰة، والتلاوة والذكر، والتضرع والدعاء؛ لأنها جمعت شرف الزمان والمكان، ويسأل الله تعالىٰ إرضاء الخصوم؛ فإن الإجابة موعودة فيها."
(مناسک ملا علی قاری:۲۱۸، غنية الناسک:۱۶۵)

(۴) قال العلامة ملا علی قاری رحمه الله: "فإذا انشق الفجر يستحب أن يصلي الفجر بغلس مع الإمام، وإن صلى فردًا جاز، فإذا فرغ منها، فالمستحب أن يأتي الإمام والناس المشعر الحرام...... ويقف مستقبل القبلة، والناس وراءه، والأفضل أن يقف على جبل قزح إن أمكنه وإلا فتحته أوبقربه...... أن يدعوو يكبرو يهلل، ويحمد الله تعالىٰ، ويثني عليه، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، ويكثر التلبية، ويرفع يديه للدعاء بسطا، ويستقبل بهما وجهه، ويذكر الله كثيرًا، ويسأل الله حوائجه......"
(مناسک ملا علی قاری:۲۲۰، ۲۲۱، غنية الناسک:۱۶۵، ۱۶۶، هداية: ۱/۲۴۸)

اور پھر وقوف کیجئے، یعنی سورج نکلنے کے قریب تک تسبیح وتقدیس، تکبیر وتہلیل، حمد وثناء اور دعاء واستغفار میں مشغول رہئے۔

کنکریاں:

مستحب یہ ہے کہ جمرۂ عقبہ کی رمی کیلئے چنے کے برابر سات کنکریاں یہیں مزدلفہ سے اٹھالیجئے۔[۱]

منیٰ واپسی:

جب سورج نکلنے کا وقت بالکل قریب آجائے تو منیٰ روانہ ہوجایئے[۲]، منیٰ مزدلفہ سے تین میل ہے[۳]۔ صبح کے ٹھنڈے وقت میں یہ راستہ آسانی سے پیدل طے کیا جاسکتا ہے۔ شوق ومحبت اور عظمت وہیبت کی کیفیت کے ساتھ تلبیہ پڑھتے جایئے۔[۴]

وادی مُحَسَّر:

راستہ میں ایک نشیبی جگہ ''وادی مُحَسَّر'' آئے گی[۵]، یہاں ابرہہ کا لشکر ہلاک ہوا تھا، یہاں سر جھکائے اور اپنے او پر خوف ودہشت کی حالت طاری کئے ہوئے تیزی سے نکل جایئے۔

جمرۂ عقبہ کی رمی:

منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کیجئے۔[۶] آج یعنی[۷] ۱۰/ ذی الحجہ کو صرف اسی ایک

---

(۱) ''ویستحب أن یرفع من المزدلفة سبع حصیات مثل النواة أو الباقلاء، وهو المختار یرمی بها جمرة العقبة......'' (مناسک ملا علی قاری: ۲۲۲، غنیة الناسک: ۱۶۸)

(۲) ''فإذا فرغ من الوقوف، وأسفرجدًا فالسنة أن یفیض مع الإمام قبل طلوع الشمس، وأما مافی ''مختصر القدروی'': ''فإذا طلعت الشمس أفاض.'' فمؤول بمعنی قرب طلوعها......'' (مناسک ملا علی قاری: ۲۲۱، غنیة الناسک: ۱۶۷، هدایة: ۲۴۸/۱، ۲۴۹)

(۳) ''من عرفات إلی آخر المزدلفة فرسخ، ومنه إلی آخر منی فرسخ، ومنه إلی آخر مکة فرسخ، والفرسخ ثلاثه أمیال.'' (غنیة: ۱۶۲)

(۴،۵) ''فإذا دفع فلیکن بالسکینة، والوقار، شعاره التلبیة والأذکار، فإذا بلغ بطن محسر أی أول وادٍ به أسرع قدر رمیة حجر إن کان ماشیا، وحرک دابته إن کان راکبًا، وهذا یستحب عندالأئمة الأربعة، فقدروی أحمد عن جابر: ''أن النبی صلی الله علیه وسلم أوضع فی واد محسرٍ أی أسرع، وفی الموطا: ''أن ابن عمر رضی الله عنه کان یحرک راحلته فی محسر قدر رمیة حجر.'' وسمی بذلک؛لأن فیل أصحاب فیل حسرفیه أی أعیي......'' (مناسک ملا علی قاری: ۱۲۱، ۱۲۲، غنیة الناسک: ۱۶۷، ۱۶۸)

(۶) ''من غیر أن یشتغل بشیء آخر قبل رمیها بعد دخول وقتها......'' (مناسک ملاعلی قاری: ۲۲۳، غنیة الناسک: ۱۶۹)

(۷) ''ولایرمی یومئذٍ غیرها.'' (مناسک ملا علی قاری: ۲۲۴، غنیة: ۱۷۱)

ہی جمرہ کی رمی کی جاتی ہے، جو زوال سے پہلے کرنا افضل ہے[۱]۔ سات کنکریاں ہاتھ میں لے کر جائیے اور ستون سے کچھ فاصلے[۲] پر اس طرح کھڑے ہو جائیے کہ منٰی آپ کے دائیں جانب اور مکہ مکرمہ آپ کے بائیں جانب ہو[۳]۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر ایک ایک کنکری ستون کے نیچے کے حصہ پر مارتے جائیے[۴]۔ کنکری کا ستون کے گرد قائم احاطے میں گر جانا کافی ہے ستون کو لگنا ضروری نہیں[۵]۔ کنکری پر ''بسم اللہ اکبر۔'' کہئے اور یاد ہو تو یہ دعا پڑھئے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بعض دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے[۶]:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔'' (کتاب الدعاء للطبرانی:۲۷۶)

تلبیہ بند:

تلبیہ جو آپ اب تک برابر پڑھتے رہے، آج جمرۂ عقبہ کی رمی کی ابتداء کرتے ہی اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، اب تلبیہ بند کر دیجئے اور دوسرے اذکار سے زبان کو تر رکھئے[۷]۔

رمی سے فارغ ہو کر دعاء کیلئے نہ ٹھہریئے، دعاء کئے بغیر اپنے خیمے میں چلے آیئے اور قربانی کی تیاری کیجئے[۸]۔

---

(۱) ''وهو أول الفجر جوازًا، وبعد طلوع الشمس استحبابا، وبعد الزوال جوازًا، وفی الليل كراهة.'' (مناسک: ۲۲۳، ۲۲۴، غنية: ۱۶۹)

(۲) ''ويستحب أن يكون بينه وبين الجمرة خمسة أذرع فأكثر.'' (مناسک: ۲۲۴)

(۳) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ''ويقف فی بطن الوادی، ويجعل منی عن يمينه والكعبة عن يساره، ويستقبل الجمرة، ثم يرميها بسبع حصيات أی متفرقات واحدة بعدها واحدة، يكبر مع كل حصاة ويدعو، فيقول: ''بسم اللّٰه اللّٰه أكبر رغما للشيطان، ورضا للرحمٰن، اللّٰهم اجعله حجا مبرورًا، وسعيًا مشكورًا وذنبًا مغفورًا...... وكيفية الرمی: قيل: '' أن يضع الحصاة على ظهر إبهامه اليمنى ويستعين عليها بالمسبحة.'' وقيل: ''يأخذ بطرفی إبهامه وسبابته.'' وهو الأصح.''
(مناسک: ۲۲۴، غنية: ۱۷۰، ۱۷۱، هداية: ۱/ ۲۴۹، بدائع الصنائع: ۳/ ۱۴۵، ۱۴۶)

(۴) ''ولا يرمی الشاخص، بل ماتحته من مجتمع الحصی.'' (غنية: ۱۷۰)

(۵) ''بناءً على ماذكره من أن محل الرمی هو الموضع الذی عليه الشاخص، وما حوله لاالشاخص.'' (مناسک: ۲۴۵)

(۶) ''ولوسبح أوهلل، أو أتی بذكرغيرهما مكان التكبير جاز.'' غنية: ۱۷۱، هداية: ۱/ ۲۴۹، مناسک: ۲۲۴)

(۷) ''ويقطع التلبية مع أول حصاة يرميها.'' (غنية الناسک: ۱۷۰، مناسک ملا علی قاری: ۲۲۴ و ۲۲۵، هداية: ۱/ ۲۴۹، بدائع الصنائع: ۳/ ۱۴۳)

(۸) قال العلامة الكاسانی رحمه اللّٰه: ''ولايقف عند هذه الجمرة للدعاء بل ينصرف إلى رحله.'' (بدائع الصنائع: ۱۴۶، هداية: ۱/ ۲۴۹، غنية الناسک: ۱۷۲، مناسک: ۲۲۴)

قربانی:

آپ حج تمتع کر رہے ہیں، تمتع یا قران کرنے والے حاجی پر بطور شکر حج کی قربانی واجب ہے[1]۔ عید کی قربانی جو ہر صاحب نصاب مقیم پر واجب ہوتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے، اگر آپ مسافر نہیں یعنی ۸/ ذی الحجہ سے ۱۵ روز قبل مکہ مکرمہ پہنچ گئے تھے اور اسوقت سے یہیں مقیم ہیں اور صاحبِ نصاب ہیں تو اس قربانی کا بھی اہتمام کیجئے، خواہ خود کیجئے خواہ اپنے وطن میں کرائیے[2] (مزید ص ۷۲ ملاحظہ فرمایئے) حج کی اس قربانی کیلئے بھی تین دن یعنی ۱۰، ۱۱ اور ۱۲/ ذی الحجہ مقرر ہیں[3]۔ ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک دن میں رات میں جب چاہیں کریں، گو پہلا دن افضل ہے، مگر پہلے دن ہجوم کی وجہ سے کافی دقت پیش آتی ہے، ۱۱/ ذی الحجہ کو بآسانی قربانی کی جاسکتی ہے[4]۔

اس قربانی میں بھی اختیار ہے کہ چاہیں تو خود منٰی کے ''ذبح خانہ'' میں جا کر اپنی پسند کا جانور خرید کر ذبح کریں اور چاہیں تو منٰی یا مکہ میں اپنے کسی معتمد شخص کے ذریعہ کروائیں[5]۔

بعض لوگ بینک کے ذریعہ یہ قربانی کرواتے ہیں، بینک والوں پر یہ اعتماد مشکل ہے کہ وہ حلق سے پہلے قربانی ضرور ذبح کردیں گے، جبکہ قربانی حلق سے پہلے کرنا واجب ہے، اگر ترتیب بدل گئی تو دم لازم ہوجاتا ہے، اس لئے حتی الامکان بینک کے ذریعہ قربانی کروانے سے اجتناب کیا جائے۔ اگر بامر مجبوری کروانا ہی پڑے تو حلق سے پہلے اس کا اطمینان کرلیا جائے کہ قربانی کا جانور ذبح ہوگیا ہے۔

---

(۱) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه: ”وإن كان قارنًا أو متمتعا يجب عليه الذبح.“
(مناسک ملا علی قاری: ۲۲۶، غنیة الناسک: ۱۸۲، بدائع الصنائع: ۱۴۷، ردالمحتار: ۲/ ۵۱۵)

(۲) ”فإذا فرغ من الرمى يوم النحر انصرف إلى رحله، ولايشتغل بشىء آخر فذبح إن شاء؛ لأنه مفرد، والذبح أفضل، وإنما يجب على القارن والمتمتع، وأما الأضحية فإن كان مسافرًا فلايجب عليه، وإلا فكالمكى فتجب.“ (غنية: ۱۷۲، مناسک: ۲۲۶)

(۳) قال العلامة الكاسانى رحمه اللّٰه: ”وأيام النحر ثلاثة: يوم الأضحى، وهو اليوم العاشر من ذى الحجة، والحادى عشر، والثانى عشر، وذٰلک بعد طلوع الفجر إلى غروب الشمس من الثانى عشر.“ (بدائع الصنائع: ۶/ ۲۸۵)

(۴) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”وهى ثلاثة: أفضلها أولها.“ (ردالمحتار: ۹/ ۵۲۵)

(۵) ”ومنها: أنه تجزى فيه النيابة.“ (بدائع: ۶/ ۲۸۵)

حلق یا قصر:

اگر آپ نے قربانی خود منٰی میں کی ہے یا کسی سے کروائی ہے اور قربانی ہونے کا مکمل یقین ہو چکا ہے تو مرد پورے سر کے بال منڈائیں[1] یا پورے سر کے بال انگلی کے پورے سے کچھ زیادہ مقدار میں کتروائیں[2]، مگر حلق افضل ہے۔ خواتین پورے سر کے بال مذکور مقدار میں کتروائیں[3]، خواتین چوتھائی سر کے بال اتنی مقدار میں کٹ جانے کا اطمینان کر لیں، چوتھائی سے کم کٹے ہوں تو عورت احرام کی پابندیوں سے آزاد نہ ہوگی[4]۔ حلق یا قصر کے بعد بیوی سے ہمبستری کے سوا احرام کی سب پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔[5]

طوافِ زیارت:

حلق یا قصر سے فارغ ہو کر غسل کرنا چاہیں تو غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن کر یا احرام کی چادروں ہی میں پورے ذوق وشوق کے ساتھ مکہ روانہ ہو جایئے اور طوافِ زیارت کیجئے، طواف زیارت "وقوف عرفہ" کے بعد دوسرا اہم رکن ہے[6]۔ اس کا وقت حلق سے فارغ ہونے کے بعد سے ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے[7]۔ اگرچہ افضل یہی ہے کہ آج ۱۰/ ذی الحجہ ہی کو کر لیا جائے، اگر ۱۰/ ذی الحجہ کو تکان اور ہجوم کی وجہ سے مشکل ہو تو ۱۱ یا ۱۲ کو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

---

(۱) "فإذا فرغ من الذبح حلق رأسه أو قصر، والحلق أفضل للرجال."
(غنیة: ۱۷۳، ھدایة: ۱/۲۵۰، ردالمحتار: ۲/۵۱۵، بدائع الصنائع: ۳/۱۰۱، مرقاة: ۵۴۰)

(۲) قال العلامة الكاساني رحمه الله: "وأما التقصير فالتقدير فيه بالأنملة...... لكن أصحابنا قالوا: "يجب أن يزيد في التقصير على قدر الأنملة." (بدائع: ۳/۱۰۱، مناسک: ۲۲۹، ردالمحتار: ۲/۵۱۶، غنیة: ۱۷۴، ھدایة: ۱/۲۵۰)
"والسنة حلق جميع الرأس أو تقصير جميعه، وإن اقتصر على الربع جاز مع الكراهة، وهو أقل الواجب فيهما." (غنیة: ۱۷۴)

(۳) ولاتحلق رأسها...... بل تقصر من ربع شعرها كالرجل، وقصر الكل أفضل." (غنیة: ۹۴)

(۴) قال العلامة ملا علی قاری رحمه الله: "وعندنا التقصير هو أن يأخذ من رؤوس شعر رأسه مقدار أنملة رجلا كان أو امرأة، ويجب مقدار الربع على ماهو المقرر في المذهب." (مرقاة: ۵۴۰)

(۵) قال العلامة المرغيناني رحمه الله: "وقد حل له كل شيء إلا النساء."
(ھدایة: ۱/۲۵۰، غنیة: ۱۷۶، بدائع الصنائع: ۳/۱۰۳ و ۱۴۸، مناسک ملا علی قاری: ۲۳۱، ردالمحتار: ۲/۵۱۷)

(۶) قال في الهندية: "وأماركنه فشيئان: الوقوف بعرفة وطواف الزيارة، لكن الوقوف أقوى من الطواف، كذافي النهاية."
(ھندیة: ۱/۲۱۹، تاتارخانیة: ۲/۲۳۷)

(۷) قال العلامة ملا علی قاری رحمه الله: "فإذا فرغ من الرمي، والذبح والحلق يوم النحر، فالأفضل أن يطوف للفرض في يومه ذلك وإلا ففي الثاني والثالث ثم لافضيلة بل الكراهة، أما عند الإمام فكراهة تحريمية موجبة للدم، وأما عندهما فتنزيهية، وهذا إذا كان بلا عذر." (مناسک: ۲۳۲، غنیة: ۱۷۶)

طوافِ زیارت کا طریقہ وہی ہے جو عمرہ کے بیان میں تفصیل سے گزر چکا، چونکہ اس طواف کے بعد آپ کو سعی بھی کرنی ہے، اس لئے اس میں بھی اضطباع (دایاں کندھا کھلا رکھنا) اور پہلے تین چکروں میں رمل کیجئے[۱]۔

سعی:

طواف اور اس کے متعلقات یعنی دو رکعت نمازِ طواف[۲]، ملتزم پر دعا[۳]، زمزم پینے اور دعاء مانگنے سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استلام یا اشارہ کر کے صفا و مروہ کی سعی کیجئے[۴]۔ سعی کا وہی طریقہ ہے جو عمرہ کی سعی کے بیان میں گزر چکا۔

سعی سے فارغ ہو کر منٰی واپس آ جائیے اور رات منٰی ہی میں گزاریے[۵]۔

☆☆☆

۱۱/ ذی الحجہ (حج کا چوتھا دن)

جمرات کی رمی:

۱۱/ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات، جمرۂ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ پر بالترتیب سات سات کنکریاں ماریئے[۶]۔ یہ رمی زوال کے بعد غروب آفتاب سے پہلے سنت ہے[۷]، مگر ہجوم[۸] کی وجہ سے بوڑھوں، بیماروں اور خواتین کو شدید مشقت یا جان جانے کا اندیشہ

---

(۱) قال العلامة الكاسانى رحمه الله: "الأصل فيه أن كل طواف بعده سعى، فمن سننه الاضطباع والرمل فى الثلاثة الأشواط الأول منها." (بدائع: ۳/ ۱۲۰، هداية: ۱/ ۲۶۱)

(۲) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله: "وهى واجبة بعد كل طواف......" (مناسك: ۱۵۵، ۲۳۲، بدائع: ۳/ ۱۲۳)

(۳) "وأن يشرب من ماء زمزم، ويلتزم الملتزم بعد ختم الطواف، وأن يعود إلى الحجر الأسود......" (غنية: ۱۲۲)

(۴) "ثم بعد الطواف صلّى ركعتين عند المقام أو غيره ثم استلم الحجر الأسود، وخرج للسعى إن لم يقدمه......" (غنية: ۱۷۷، مناسك: ۲۳۶)

(۵) وإذا فرغ من الطواف وصلى ركعتيه يعود إلى منى...... ويسن أن يبيت بمنى ليالى أيام الرمى......" (غنية: ۱۷۸، ۱۷۹، مناسك: ۲۳۴، ۲۳۶)

(۶) قال العلامة الكاسانى رحمه الله: "فإذا كان من الغد وهو اليوم الأول من أيام التشريق والثانى من أيام الرمى فإنه يرمى الجمار الثلث بعد الزوال فى ثلث مواضع: أحدها المسمى بالجمرة الأولىٰ فيرمى عندها سبع حصيات...... ثم يأتى الجمرة الوسطى فيفعل بهامثل مافعل بالأولىٰ...... ثم يأتى جمرة العقبة فيفعل مثل مافعل بالجمرتين الأوليين." (بدائع: ۳/ ۱۴۹)

(۷) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: "قال فى اللباب: "وقت رمى الجمار الثلاث فى اليوم الثانى والثالث من أيام النحر بعد الزوال، فلايجوز قبله فى المشهور، وقيل: "يجوز" والوقت المسنون فيهما يمتد من الزوال إلىٰ غروب الشمس." (ردالمحتار: ۲/ ۵۲۱، مناسك ملا على قارى: ۲۴۰)

(۸) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله: "ولو أخره إلى الليل كره إلافى حق النساء، وكذا حكم الضعفاء......" (مناسك: ۲۳۷)

ہوتو رات میں بھی رمی کر سکتے ہیں، بلکہ جان جانے کے خطرہ سے جوانوں کیلئے بھی تاخیر کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔

دعا:

جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کی رمی سے فارغ ہوکر ذرا آگے بڑھ کر ایک طرف ہوکر قبلہ رو کھڑے ہوکر خوب خوب دعاء مانگئے، اس موقع پر قبولیت دعاء کی خاص امید ہے، مگر جمرۂ عقبہ پر رمی کے بعد دعاء نہیں ہے، دعاء کئے بغیر اپنے مقام پر واپس آجائیے۔[۱]

☆☆☆

۱۲/ ذی الحجہ (حج کا پانچواں دن)

جمرات کی رمی:

زوال کے بعد غروب آفتاب سے پہلے تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں ماریے، اس میں وہی تفصیل پیش نظر رکھئے جو اوپر ۱۱/ ذی الحجہ کے بیان میں گزری۔[۲]

قیام کا اختیار اور رمی:

۱۲/ ذی الحجہ کی رمی کے بعد آپ کو اختیار ہے، خواہ منٰی میں قیام کریں یا مکہ مکرمہ واپس آجائیں[۳]۔ اگرچہ افضل یہی ہے کہ قیام کریں اور ۱۳/ ذی الحجہ کی رمی کر کے مکہ واپس آئیں، لیکن اگر آپ کو ۱۳/ ذی الحجہ کی صبح منٰی ہی میں ہوگئی تو یہ رمی بھی واجب ہوجائے گی،[۴]

---

(۱) قال العلامة الكاسانى رحمه اللّٰه: "فإذا فرغ منها يقف عندها، فيكبر، ويهلل، ويحمدللّٰه تعالٰى، ويثنى عليه، ويصلى على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ويسأل اللّٰه تعالٰى حوائجه...... ثم يأتى الجمرة الوسطى فيفعل بهامثل مافعل بالأولٰى...... ثم يأتى جمرة العقبة فيفعل مثل مافعل بالجمرتين الأوليين إلاأنه لايقف للدعاء بعد هذه الجمرة، بل ينصرف إلى رحله." (بدائع الصنائع: ۳/۱۴۹، مناسک ملا علی قاری: ۲۴۲)

(۲) قال العلامة الكاسانى رحمه اللّٰه: "فإذا كان اليوم الثانى من أيام التشريق، وهو اليوم الثالث من أيام الرمى، رمى الجمار الثلاث بعد الزوال، ففعل مثل مافعل أمس." (بدائع الصنائع: ۳/۱۴۹)

(۳) "وإذا رمى وأراد أن ينفر فى هذ اليوم من منى إلى مكة جازبلاكراهة، وسقط عنه رمى يوم الرابع، والأفضل أن يقيم ويرمى فى اليوم الرابع......" (مناسک ملا علی قاری: ۲۴۳، غنية الناسک: ۱۸۴)

(۴) "فإن لم ينفر حتى طلع الفجر من اليوم الرابع وجب عليه الرمى فى يومه ذلک، فيرمى الجمار الثلاث بعد الزوال كمامر." (غنية الناسک: ۱۸۴، مناسک ملا علی قاری: ۲۴۴)

زوال کے بعد رمی کرکے واپس آنا ہوگا۔

مکہ معظّمہ کا قیام:

حج سے فارغ ہوکر اگر کچھ روز مکہ مکرمہ میں قیام کا موقع مل جائے تو اسے بہت بڑی نعمت جانئے اور اس کی قدر کیجئے[۱]۔ دن رات میں جس قدر ہوسکے نفلی طواف کیجئے، اپنے والدین کی طرف سے، اپنے اساتذہ اور خاص محبین و محسنین کی طرف سے[۲]۔

جس بیت اللہ کی طرف منہ کرکے غائبانہ نمازیں اب تک پڑھتے رہے اور آئندہ بھی پڑھتے رہیں گے، اس کے بالکل سامنے اور اس کی دیواروں کے نیچے کھڑے ہوکر نمازیں پڑھئے، عمر بھر کی حسرت نکال لیجئے۔ کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر ممکن ہو تو حجر اسود کو بوسے دیجئے[۳]، ملتزم سے چمٹ کر آنسو بہا بہا کر اپنے رب سے دنیا و آخرت کی کامیابی، امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی، مجاہدین کی فتح اور پورے عالم میں غلبۂ اسلام کی دعائیں مانگئے۔ دوسروں کو بھی جہاد و اعمال خیر کی دعوت دیجئے، مسجدِ حرام میں بیٹھ کر وقتاً فوقتاً اللہ کے اس مقدس گھر کو عظمت و محبت کی نظروں سے دیکھئے[۴]۔

یہ سب وہ بہاریں ہیں جو مکہ معظّمہ سے چلے جانے کے بعد آپ کو نصیب نہ ہوسکیں گی، اس لئے اس موقع کو غنیمت سمجھئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں و برکتوں کو جس قدر ہوسکے لوٹئے۔

طوافِ وداع:

لیجئے! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کا حج مکمل کرادیا، اب حج کے اعمال میں سے کوئی عمل باقی نہیں رہا، بس اتنا عمل باقی ہے کہ جب آپ مکہ معظّمہ سے رخصت ہونے لگیں تو ایک رخصتی طواف کرکے جائیں۔ اسے طوافِ وداع کہتے ہیں اور یہ[۵] بیرونی حاجیوں

(۱) "وإذا دخل مكة فليغتنم مدة مقامه بها، وليكثرمن الطواف...... وإذامضت أيام التشريق فإنهم يعتمرون ماشآء وا بنية أنفسم، وآبائهم، وإخوانهم......." (غنية: ۱۹۰)

(۲) "ويطوف بالبيت مابداله." (غنية: ۱۳۷)

(۳) وقال العلامة الحصكفي رحمه الله: "واستلمه بلا إيذاء ؛ لأنه سنة وترك الإيذاء واجب." (ردالمحتار: ۲/۴۹۳، ۴۹۴)

(۴) "وليكثرمن النظر إلى الكعبة، فإن النظر إلى الكعبة عبادة." (غنية: ۱۳۸)

(۵) قال العلامة ملا على قارى رحمه الله:"...... ويسمى طواف الوداع، هو واجب على الحاج الآفاقي" (مناسك ملا على قارى:۲۵۲، غنية:۱۹۰)

کیلئے واجب ہے اور اسکا طریقہ عام نفل طواف کی طرح ہے، نہ اس میں اضطباع ورمل ہے اور نہ اس کے بعد سعی ہے۔[1]

اگر کسی نے طواف زیارت کے بعد کوئی نفل طواف کرلیا اور طواف وداع کئے بغیر ہی وہ مکہ معظّمہ سے رخصت ہوگیا تو یہ نفلی طواف ہی طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجاتا ہے[2] تاہم بہتر یہی ہے کہ روانگی سے پہلے وداع اور رخصت کی نیت سے مستقل طواف کیا جائے۔[3]

طوافِ وداع کے وقت فطری طور پر آپ کو یہ خیال آئے گا کہ بیت اللہ جو اللہ تعالیٰ کی خاص تجلّی گاہ ہے اور عمر بھر کی تمناؤں کے بعد یہاں پہنچنا نصیب ہوا ہے، اب اس سے رخصت ہو رہے ہیں، آیندہ نہ معلوم یہ سعادت میسر آئے گی یا نہیں، بس اسی دلسوزی اور حسرت کے ساتھ طواف کیجئے، اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دوگانہ ادا کیجئے۔

طواف سے فارغ ہوکر جی بھر کے زمزم پیجئے، پھر ملتزم پر آیئے اور کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر موقع ہو تو وداع اور رخصت ہی کی نیت سے اس سے لپٹ لپٹ کر خوب رویئے، آہ وزاری کیجئے، اپنے رب سے حج کی مقبولیت مانگئے، مغفرت مانگئے، اللہ کی رضا مانگئے، اپنے لئے اپنے والدین، اساتذہ، مشائخ اور پوری اُمت کیلئے مانگئے، بلک بلک کر مانگئے، مسجد حرام و بیت اللہ کے آداب وحقوق کے بارے میں جو کوتاہیاں ہوئیں ان کی معافی مانگئے اور سنت کے مطابق مسجدِ حرام سے نکلئے۔[4]

---

(۱) ”وإذا دخل المسجد بدأ بالحجر الأسود، فيستلمه، ثم يطوف سبعًا، بلارمل ولا اضطباع، ولا سعی بعده.“ (مناسک: ۲۵۴)

(۲) ”لوطاف بعد طواف الزيارة لايعين شيئًا أونوى تطوعًا كان للصدر؛ لأن الوقت تعين له.“ (غنية الناسک: ۱۹۰، مناسک: ۲۵۲)

(۳) ”يستحب أن يجعله آخر طوافه عند السفر...... ينبغي للإنسان إذا أراد السفر أن يطوف طواف الصدر حين يريد أن ينفر.“ (مناسک: ۲۵۲، غنية: ۱۹۰)

(۴) ”ثم يأتی زمزم فيشرب منه...... ويتضلع منه...... ثم يأتی الملتزم...... وصفة الالتزام أن يضع صدره وخده الأيمن على الجدار، ويرفع يده اليمنىٰ إلى عتبة الباب، ويتعلق بأستار البيت، ويتشبث بها ساعة، متضرعًا متخشعًا، داعيًا، باكيًا، مكبرًا، مهللاً......“
(مناسک: ۲۵۴، ۲۵۵، غنية: ۱۹۲، فتاویٰ تاتارخانية: ۲/۴۷۰)

زیارتِ مدینہ منورہ

مدینہ طیبہ کو روانگی:

جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانگی ہو تو مکہ معظّمہ سے فراق اور جدائی کے رنجیدہ اور غم انگیز خیال کو اب آپ مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کی حاضری اور روضۂ اطہر کی زیارت کے مسرت بخش اور فرحت انگیز تصور سے بدل دیجئے اور خوب ذوق وشوق سے درود شریف پڑھئے اور ذوق ہو تو محبتِ نبوی کو بیدار کرنے کیلئے نعتیہ اشعار پڑھئے۔[۱]

مدینہ طیبہ میں داخلہ:

مدینہ طیبہ کے راستہ کی آخری منزل ذوالحلیفہ ہے، جہاں سے مدینہ طیبہ تقریباً ۵، ٦ میل رہ جاتا ہے۔ زائرین کو لے جانے والی اکثر گاڑیاں یہاں ٹھہرتی ہیں، اگر موقع ملے تو یہیں غسل کر لیجئے، ورنہ وضوء ہی کر لیجئے اور جو عمدہ لباس میسر ہو پہن لیجئے، خوشبو لگایئے اور ذوق وشوق اور بے تابی کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہوئے آگے بڑھئے۔

گنبدِ خضراء پر پہلی نظر:

ذوالحلیفہ سے موٹر روانہ ہونے کے بعد چند ہی منٹ میں مدینہ طیبہ کی آبادی نظر آنے لگے گی اور ہر مؤمن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور "گنبدِ خضرا" آبادی کے بالکل وسط میں آپ کی خوش نصیب آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ اب آپ پوری محبت ورقت کے ساتھ درود وسلام پڑھئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعاء کیجئے:

"یا اللہ! یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب شہر ہے، اس میں میرے داخلے اور حاضری کو ہر قسم کے عذاب سے حفاظت کا ذریعہ بنا دیجئے۔"

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "ولو توجه إلى الزيارة أى مع كمال النظافة والطهارة أكثر فى المسير أى زمان سيره، ومكانه من الصلوٰة والتسليم أى ومافى معناهما من إنشاء المدح، وإنشاء النعت، ومذاكرة السيرة مدة الطريق أى إن وجد رفيق التوفيق، بل يستغرق أوقات فراغه أى عن أداء فرائضهٖ و ضروريات معايشه فى ذٰلک أى فيما ذكر من الصلوٰة والسلام؛ فإنهٗ المناسب للمقام، فإن كثرة الثواب مترتبة على قدر التوجه فى المرام." (مناسک: ۲۵٦، غنية: ۳۷۵)

پھر مدینہ طیبہ میں داخلہ کے وقت یوں دُعاء کیجئے:

''یا اللہ! اس مقدس شہر کی خاص برکتیں نصیب کیجئے اور ان تمام باتوں سے میری حفاظت فرمایئے جو یہاں کی برکات سے محرومی کا باعث ہوں۔''

مسجد نبوی میں حاضری:

شہر میں داخلہ کے بعد قیام گاہ پر سامان رکھئے، ذوالحلیفہ میں غسل نہ کیا ہو تو غسل کیجئے، ورنہ وضوء ہی کر لیجئے، عمدہ لباس پہنئے، خوشبو لگایئے اور مسجد نبوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ کی طرف چلئے[1]۔ ''**بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ.**'' کہہ کر پورے ادب کے ساتھ ''بابِ جبریل'' یا کسی بھی دروازے سے دائیں پاؤں کے ساتھ اندر داخل ہو جایئے[2]۔

''روضۃ الجنۃ'' میں نفل:

سب سے پہلے مسجد کے اس حصہ میں جایئے جو روضۂ مطہرہ اور منبر شریف کے درمیان ہے[3]۔ جس کے متعلق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''**رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ.**'' (جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ) فرمایا ہے[4]۔ یہاں پہنچ کر اگر مکروہ وقت نہ ہو[5] اور فرض نماز نہ ہو رہی ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھئے، فرض نماز ہو رہی ہو تو اس میں شریک ہو جایئے، تحیۃ المسجد اسی سے ادا ہو جائے گا[6]۔

نماز سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے[7] کہ اس نے حرمین میں حاضری کی سعادت بخشی اور خوب توبہ واستغفار اور دُعاء کیجئے۔

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ''وإذا وصل إلى المدينة اغتسل بظاهرها قبل الدخول، وإن لم يتيسر فبعده، وإلاتوضأ والغسل أفضل، ثم لبس أنظف ثيابه، والجديد أفضل، ويتطيب......'' (مناسک: ۵۰۵)

(۲) ''فيدخله مقدمًا رجله اليمنٰى مع غاية الخضوع والافتقار، ونهاية الخضوع والانكسار...... ويدخل من باب جبريل أوغيره......''
(مناسک ملا علی قاری: ۵۰۶، غنية: ۳۷۶)

(۳) ''فإذا دخله قصد الروضة المقدسة، وهو مابين المنبر و القبر المنور.'' (مناسک ملا علی قاری: ۵۰۶)

(۴) (مسلم: ۱/۴۴۶، مشکوٰة: ۶۸)

(۵) ''ثم يبدأ بتحية المسجد ركتعين.'' (مناسک: ۵۰۷، غنية: ۳۷۷)

(۶) ''وإن أقيمت المكتوبة أوخيف فوتها بدأبها، وحصلت التحية بها.'' (مناسک: ۵۰۷، غنية: ۳۷۷)

(۷) وإذا سلم منهما شكر اللّٰه تعالٰی، وحمداللّٰه، وأثنى عليه على هذه النعمة العظيمة، والمنة الجسيمة ويسأله إتمامها، والقبول، وأن يمن عليه فی الدارين بنهاية المسئول.'' (مناسک: ۵۰۷، غنية: ۳۷۷)

”روضۂ مطہرہ“ پر حاضری:

اب پورے ادب واحترام اور ہوش کے ساتھ روضۂ مبارکہ کی طرف چلئے[۱]۔ یہ تصور کیجئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری دے رہا ہوں، جالیوں میں بنے ہوئے پہلے خانے کے سامنے کھڑے ہو جایئے اور درمیانی آواز سے سلام عرض کیجئے:

”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.“

سلام کے بارے میں اسلاف کا معمول وذوق یہی تھا کہ مختصر سلام ہی عرض کرتے تھے، عوام جو عربی نہیں جانتے اور سلام کی لمبی چوڑی عبارتیں نہ ان کو یاد ہوتی ہیں اور نہ وہ ان کا مطلب سمجھتے ہیں، ان کیلئے گویا ضروری ہے کہ وہ مختصر سلام ہی عرض کریں۔[۲]

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام:

پھر ایک ہاتھ کے قریب دائیں طرف ہٹ کر دوسرے خانے کے سامنے کھڑے ہو کر خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام کہئے۔[۳]

”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ أَبَابَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام:

پھر ذرا دائیں طرف بڑھ کر تیسرے خانے کے سامنے کھڑے ہو کر خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام کیجئے۔[۴]

”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.“

---

(۱) فإذا فرغ من ذٰلک قصد التوجه إلى القبر المقدس، وفرغ القلب من كل شيء من أمور الدنيا...... ثم توجه مع رعاية غاية الأدب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعًا خاشعا مع الذلة والانكسار، والخشية والوقار، والهيبة والافتقار...... تجاه مسمار الفضة على نحو أربعة أذرع...... ثم قال مسلما مقتصدًا من غير رفع صوت ولا إخفاء: ”السلام عليک أيها النبی، ورحمة اللّٰه وبركاته......“
(مناسک: ۵۰۷، ۵۰۸، غنية: ۳۷۷)

(۲) ”وقدا قتصر عليه بعض الأكابر كابن عمر، واختار بعضهم الإطالة من غير الملالة......“ (مناسک: ۵۰۸، غنية: ۳۷۹)

(۳) ”ثم يتأخر إلى صوب يمينه قدر ذراع فيسلم على خليفة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أبی بكر الصديق رضی اللّٰه عنه.“
(مناسک: ۵۱۰، غنية: ۳۷۹)

(۴) ”ثم يتأخر إلى يمينه قدر ذراع فيسلم على خليفة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه.“
(مناسک: ۵۱۱، غنية: ۳۷۹)

دُعا:

سلام سے فارغ ہوکر روضۂ اقدس سے ذرا ہٹ کر جہاں بسہولت جگہ میسر ہو، قبلہ رُو ہوکر اپنے لئے، والدین و اہل وعیال کیلئے، دوست، احباب کیلئے، پوری اُمّت کیلئے اللہ تعالیٰ سے خوب دُعا کیجئے، توبہ واستغفار کیجئے، دین پر استقامت مانگئے، خدمت دین کی توفیق مانگئے۔[۱]

''روضۃ الجنۃ'' میں نماز:

پھر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ریاض الجنۃ میں ''اسطوانۂ ابولبابہ'' کے پاس یا جہاں جگہ میسر ہو یا مسجد نبوی میں جہاں بسہولت ممکن ہو نوافل پڑھئے اور خوب رو رو کر دُعائیں مانگئے، مکروہ وقت ہو تو نفل نہ پڑھئے، توبہ واستغفار اور ذکر و دُعا کیجئے۔[۲]

''مدینہ منورہ'' کے قیام میں:

ان شاء اللہ آپ کو مدینہ طیبہ میں قیام کا کافی موقع ملے گا، ان دنوں کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھئے، زیادہ سے زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزاریئے، ہر نماز مسجد نبوی میں ادا کرنے کی کوشش کیجئے۔[۳] کم از کم چالیس نمازیں تکبیرۂ تحریم کے ساتھ پڑھنے کی بھرپور کوشش کیجئے۔[۴] نفل پڑھئے، تلاوت کیجئے، زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھئے اور جب مناسب موقع ملے تو سلام عرض کرنے کیلئے مواجہہ شریف میں حاضر ہو جایئے۔

---

(۱) ''ویقف عند القبر الأقدس علی قدر رمح أو أقل، فیحمد اللّٰہ تعالیٰ، ویثنی علیہ، ویمجدہ، ویصلی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ویتشفع بہ إلی ربہ، ویدعو رافعا یدیہ لنفسہ، ولوالدیہ، ولمن شاء من أقاربہ، وأشیاخہ وإخوانہ ولمن أوصاہ، وسائر المسلمین.'' (مناسک: ۵۱۲)

(۲) ''وإذا فرغ من الزیارۃ یأتی المنبر، ویأتی الروضۃ فیکثر فیھا من الصلوٰۃ، والدعاء......'' (مناسک: ۵۱۴، ۵۱۵)
''وجمیع سواری المسجد یستحب الصلوٰۃ عندھا؛ لأنھا لا تخلوعن النظر النبوی إلیھا، وصلاۃ الصحابۃ عندھا.''
(مناسک: ۵۱۸، ۵۱۹)
''ویکثر الصلوٰۃ من السنن، والنوافل عند الأسطوانات الفاضلۃ، وغیرھا أی وغیر الأسطوانات من المشاھد الکاملۃ من قرب محرابہ، ومنبرہ، وقرب قبرہٖ، وسائر أماکن الروضۃ الشریفۃ.'' (مناسک ۵۱۶)

(۳) ''ویغتنم أیام مقامہ بالمدینۃ المشرفۃ ؛فإنھا المستدرکۃ من الأیام السافلۃ، فیحرص علی ملازمۃ المسجد...... لاسیما فی حضور الصلوٰۃ الخمس للجماعۃ، والاعتکاف ، والختم ولومرۃ منہ...... ولیکثرمن الزیارۃ...... ویکثرمن الصلوٰۃ والسلام.''
(مناسک: ۵۱۵، ۵۱۶، غنیۃ: ۳۸۲، ۳۸۳)

(۴) ''عن أنس رضی اللّٰہ عنہ رفعہ: ''من صلی فی مسجدی أربعین صلوٰۃ لاتفوتہ صلوٰۃ، کتب لہ براءۃ من النار، وبراءۃ من العذاب، وبراءۃ من النفاق.''(جمع الفوائد: ۱/۵۳۳)

جنۃ البقیع :

مسجد نبوی سے تھوڑے سے فاصلے پر مدینہ منورہ کا قدیم قبرستان ''جنۃ البقیع'' ہے[1]۔ یہ وہ خوش نصیب قطعۂ زمین ہے جس میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے دفن فرمایا۔ حضرت عثمان، حضرت عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حسن، حضرت ابراہیم (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں جو بچپن میں انتقال کر گئے) رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اکثر ازواج مطہرات، بنات طاہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن، بے شمار تابعین و تبع تابعین اور بعد کے بہت سے ائمہ عظام و اولیاء کرام اس میں آسودۂ خواب ہیں، مدینہ طیبہ کے قیام کے زمانہ میں یہاں بھی گاہے گاہے حاضری دیتے رہئے، ان کیلئے مغفرت و رحمت اور رفع درجات کی دُعاء کیجئے اور اپنے لئے یوں دُعا کیجئے:

''یا اللہ! اپنے ان وفادار اور صالح بندوں کی جن باتوں سے تو راضی ہے ان کی مجھے بھی توفیق عطاء فرما، اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں، مگر تیرے ان صالح بندوں سے مجھے محبت ہے، بس اس محبت ہی کی برکت سے مجھے ان کے ساتھ شامل فرمالیجئے۔''

مسجدِ قبا:[2]

مسجد قبا کی عظمت خود قرآن نے بیان کی ہے[3]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دو رکعت پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر بتایا، ایک دو مرتبہ وہاں بھی جایئے، مکروہ وقت نہ ہو تو نماز پڑھئے اور وہاں کے خاص انوار و برکات کے حصول کی اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے۔[4]

---

(۱) ''یستحب أن یخرج کل یوم إلی البقیع بعد زیارة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وصاحبیه رضی اللّٰہ عنهما فیزور القبور التی به خصوصًا یوم الجمعة، وقد قیل إنه مات بالمدینة من الصحابة نحو عشرة آلاف غیر أن غالبهم لا یعرف...... وممن یعرف عینًا أو جهة بالبقیع : مشهد عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنه ، ومشهد سیدنا إبراهیم بن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، وفیه رقیة ابنته صلی اللّٰہ علیه وسلم، و عثمان بن مظعون، وعبدالرحمٰن ابن عوف، وسعد بن أبی وقاص، وعبداللّٰہ بن مسعود (رضی اللّٰہ عنهم)......''
(مناسک: ۵۱۹، ۵۲۰، غنیة: ۳۸۳، ۳۸۴)

(۲) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰہ: ''منها مسجد قباء، هو أفضل المساجد بعد المساجد الثلاثة، یستحب زیارته......''
(مناسک: ۵۲۲، غنیة: ۳۸۷)

(۳) قوله تعالیٰ: ''لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ.'' علی خلاف أنه نزل فیه (أی المسجد النبوی) أو فی مسجد قباء مع إمکان الجمع بینهما.'' (مناسک: ۵۱۶)

(۴) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰہ: ''وصح عنه صلی اللّٰہ علیه وسلم: ''إن صلاة رکعتین فیه کعمرة.'''' (مناسک: ۵۲۲)
عن ابن عمر قال: ''کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یأتی مسجد قباء، راکبا وماشیا، فیصلی فیه رکعتین.'' (مسلم: ۴۴۸، ۴۵۷)

جبلِ اُحد:

اُحد وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نُحِبُّهٗ وَ يُحِبُّنَا.“

”ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور اسے ہم سے محبت ہے۔“

اسی پہاڑ کے دامن میں جنگِ اُحد ہوئی تھی، جس میں خود اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سخت زخمی ہوئے اور ستر جان نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے۔[1] جن میں آپ کے محبوب و شفیق چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے[2] یہ سب شہداء کرام وہیں مدفون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص اہتمام کے ساتھ ان شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور انہیں سلام و دُعاء سے نوازتے تھے۔[3]

آپ کم از کم ایک دفعہ وہاں بھی ضرور حاضری دیجئے[4] اور مسنون طریقے سے شہداء کو سلام عرض کیجئے، ان کیلئے اور اپنے لئے مغفرت و رحمت کی دُعا کیجئے اور اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی وفاداری اور دین پر استقامت خاص طور پر مانگئے۔[5]

مدینہ طیبہ سے واپسی:

اپنا قیام پورا کرکے آخرکار آپ واپس ہوں گے۔ مدینہ طیبہ، مسجد نبوی اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی فطری طور پر آپ کیلئے رنج و غم کا باعث ہوگی، بہرحال جب[6]

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ”والمشهور أن الذين أكرموا بالشهادة يوم أحد سبعون رجلاً.“ (مناسک: ۵۲۶)

(۲) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ”ويبدأ بمشهد حمزة سيد الشهداء عم سيد الأنبياء رضی اللّٰه عنه...... وينبغی أن يسلم بمشهدهٖ علی عبداللّٰه بن جحش رضی اللّٰه عنه و مصعب بن عمير لأنه قيل إنهما دفنامعه، ومن الشهداء سهل بن قيس رضی اللّٰه عنهم...... ومنهم عبداللّٰه و عمرو و عبداللّٰه بن الحسحاس، وأبو أيمن، وخلاد، وخارجة، وسعد، والنعمان رضی اللّٰه عنهم.“(مناسک ۵۲۵، ۵۲۶)

(۳) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ”لماروی ابن أبی شيبة :“ أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم كان يأتی قبور الشهداء بأحد“ (مناسک: ۵۲۵)

(۴) ”ويستحب أن يزور شهداء جبل أحد، والجبل نفسه أی لماورد فی صحيح البخاری وغيره من طرق: ”أحد يحبنا ونحبه.“ (مناسک: ۵۲۵، غنية: ۳۸۶، بخاری: ۲/۵۸۵)

(۵) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: ”ويستحب أن يزور شهداء جبل أحد...... فيقول:“السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبی الدار.“ (مناسک: ۵۲۵، غنية: ۳۸۶)

(۶) ”وإذا فرغ من زيارة سيد الأنام عليه الصلٰوة والسلام، ومن زيارة المساجد، والمشاهد العظام، وعزم علی الرجوع إلی الأوطان يستحب أن يودع مسجد النبی صلی اللّٰه عليه وسلم بصلٰوة و دعا بما أحب، والأولٰی أن يكون أی كل من الصلٰوة والدعاء بمصلاه صلی اللّٰه عليه وسلم أی بمحرابه فی الروضة، ثم بما قرب منه......“(مناسک: ۵۳۶/۵۳۵، غنية: ۳۸۸، ردالمحتار: ۵۲۸)

رخصتی کا دن آئے تو مسجدِ نبوی میں حاضری دیجئے، ''روضۃ الجنۃ'' میں دو رکعت نماز ادا کیجئے اور اپنی دُنیا و آخرت کیلئے دوسری دُعاؤں کے ساتھ یہ دُعا بھی کیجئے:

''اے اللہ! تیرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اس مسجد اور ان کے اس شہر اور شہر والوں کے حقوق و آداب کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں مجھ سے ہوئیں ان کو اپنے خاص فضل و کرم سے معاف فرما دیجئے اور میرے حج و زیارت کو قبول فرمائیے اور مجھے یہاں سے محروم واپس نہ فرمائیے اور میری یہ حاضری، آخری حاضری نہ ہو، آئندہ بھی حاضری کی توفیق عطاء فرمائیے اور بروز قیامت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آپ کا قرب نصیب فرما دیجئے۔''

آخری سلام:

اس کے بعد روضۂ مطہرہ پر آخری سلام کیلئے حاضری دیجئے، پہلے ذکر کردہ طریقے کے مطابق سلام عرض کیجئے اور دُعاء کیجئے۔[1]

اس کے بعد یہ عزم کیجئے کہ جہاں بھی رہوں گا دین حق کی خدمت و نصرت پر کمربستہ رہوں گا اور غمگین دل کو تسلی دیجئے کہ اگرچہ میرا جسم مدینہ طیبہ سے دور ہوگا لیکن میری روح ان شاء اللہ کبھی دور نہ ہوگی اور ہزاروں میل دور سے میرا درود و سلام فرشتوں کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا کرے گا۔[2] اب آداب کی رعایت رکھتے ہوئے سنت کے مطابق مسجد نبوی سے باہر آیئے اور دُعاء و استغفار کے ساتھ وطن روانہ ہو جایئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

---

(۱) ''وأن يأتى القبر المقدس فيزوره كمامر، ويدعو بما أحب من دين أودنيا......'' (مناسک: ۵۳٦، ردالمحتار: ۵۷۸، غنية: ۳۸۸)

(۲) ''وينبغى أن يجتهد فى محاسنه فى باقى عمره وأن يزداد خيره بعد العود......'' (مناسک: ۵۳۷)

حج کے بعض ضروری مسائل

از مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱) احرام کے نفل سر ڈھانک کر پڑھیں: احرام کا لباس پہن کر سر ڈھانک کر نفل پڑھیں، پھر سر کھول کر تلبیہ پڑھیں۔[۱]

(۲) خواتین کا سر پر رومال باندھنا: عورتیں احرام میں سر پر رومال باندھنا ضروری سمجھتی ہیں اور اس کو احرام سمجھتی ہیں، یہ جہالت اور بدعت ہے۔[۲]

غیر محرم سے سر اور چہرے کا پردہ فرض ہے[۳] اور بالوں کی حفاظت کیلئے سر پر رومال باندھنا بھی فی نفسہٖ جائز ہے، مگر چونکہ عوام اس کو احرام سمجھنے لگے ہیں اور رومال باندھنے سے ان کے غلط خیال کی تائید ہوتی ہے، اس لئے بہر صورت اس سے احتراز لازم ہے۔ پردے کیلئے برقع یا چادر کافی ہے۔ نقاب یا چادر چہرے پر اس طرح لٹکائیں کہ کپڑا چہرے سے نہ چھوئے[۴]۔ بعض عورتیں وضو کے وقت بھی سر سے رومال نہیں کھولتیں اور رومال پر مسح کرتی ہیں، ان کا نہ وضو ہوتا ہے نہ نماز۔[۵]

(۳) مسجد میں پانی کی خرید وفروخت: مسجد میں پانی کی خرید سے احتراز کریں۔[۶]

(٤) حالتِ احرام میں حجرِ اسود کا بوسہ: حالتِ احرام میں حجر اسود کا بوسہ نہ لیں اور

---

(۱) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”وبعدهٗ يتقى الرفث، والفسوق، والجدال...... وستر الوجه.“(ردالمحتار: ۴۸۶/۲. ۴۹۰)
”ودوام اللّبس كإنشائه.“(ردالمحتار: ۵۱۸/۲) ”إذا لبّى فقد أحرم.“ (هداية: ۲۲۸/۱)

(۲) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ”لكنها تكشف وجهها لارأسها، ولوسدلت شيئًا عليه جازبل يندب.“ قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: ”(وقوله بل يندب) أى خوفًا من رؤية الأجانب، وعبر فى الفتح بالاستحباب لكن صرح فى النهاية بالوجوب.“
(ردالمحتار: ۵۲۸/۲، هداية: ۲۵۵/۱، غنية: ۹۴)

(۳) قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: ”وفق فى البحر بما حاصله أن محل الاستحباب عند عدم الأجانب، وأما عند وجود هم فالإرخاء واجب عليها...... قلت: ” ويؤيده ماسمعته من تصريح علمائِنا بالوجوب.“ (ردالمحتار: ۵۲۸/۲)

(۴) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: ” ولوسدلت شيئًا عليه جازبل يندب.“
وقال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تحت قوله: ”وجافته“ أى باعدت عنه، قال فى الفتح: ”وقد جعلوا لذٰلك أعوادًا كالقبة توضع على الوجه، ويسدل من فوقها الثوب اھ (قوله جاز) أى من حيث الإحرام بمعنى أنه لم يكن محظورًا ؛لأنه ليس بستر.“
(ردالمحتار: ۵۲۸/۲، هداية: ۲۵۵/۱، غنية: ۹۴)

(۵) ”لايجوز المسح على القلنسوة، وكذالو مسحت المرأة على الخمار إلاأنه إذا كان الماء متقاطرًا، بحيث يصل إلى الشعر فحينئذٍ يجوز ذٰلك عن الشعر، كذافى فتاوٰى قاضى خان.“ (هندية: ۶/۱)

(۶) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه:”......والبيع والشراء وهما مكروهان فى المسجد مطلقًا.“(مناسک: ۱۶۵ ،ابن ماجه: ۵۴)

نہ ہاتھ لگائیں کیونکہ اس میں خوشبو لگی ہوتی ہے۔[1]

(۵) دورانِ طواف بوسہ لینے کیلئے انتظار: طواف کے درمیان حجر اسود کا بوسہ لینے کیلئے انتظار نہ کریں، بلکہ موقع مل جائے تو بہتر، ورنہ دور سے ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو چوم لیں، ٹھہریں نہیں[2]، کیونکہ طواف کے درمیان ٹھہرنا خلافِ سنت ہے[3]۔ البتہ طواف کے شروع یا بالکل آخر میں بوسہ کے انتظار میں ٹھہرنے میں مضایقہ نہیں۔[4]

(٦) حلقہ پر ہاتھ لگانا: حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت چاندی کے حلقہ پر ہاتھ نہ ٹیکیں۔[5]

(۷) بوسہ کیلئے ایذا رسانی اور مرد وزن کا اختلاط: حجر اسود کا بوسہ اس حالت میں جائز نہیں جبکہ ازدحام کی وجہ سے اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو اور عورتوں کیلئے اس حال میں حجر اسود چومنا بالکل حرام ہے جبکہ اجنبی مردوں کیساتھ جسم لگنے کا احتمال ہو۔[6،7]

(۸) حجرِ اسود کی طرف منہ کر کے دائیں طرف سرکنا: جب حجر اسود کی طرف مُنہ کریں تو اسی حالت میں دائیں جانب کو ہرگز نہ سرکیں[8] بلکہ وہیں دائیں طرف کو گھوم جائیں اور پھر آگے چلیں۔[9]

(۹) دورانِ طواف بیت اللہ سے کٹ کر چلیں: طواف کرتے وقت بیت اللہ سے اتنا کٹ کر چلیں کہ جسم کا کوئی حصّہ بیت اللہ کی بنیاد پر سے نہ گزرے۔[10]

---

(۱) قال العلامة الإندريتى: "وقال فى المحرم إذا مس الطيب أواستلم الحجر فأصاب يده خلوق،إن كان ماأصابه كثيرًا فعليه دم......"
(فتاوىٰ تاتارخانية: ۲/۵۰۴)

(۲) "......بخلاف استلام الحجر، حيث لايقف فيه عند الازدحام؛ لأن الإشارة إليه بدل لهٗ." (غنية: ۱۱۸)

(۳) "فى مكروهات الطواف: "والوقوف للدعاء فى أثناء الطواف فى الأركان أوفى غيره؛ لأن الموالاة بين الأشواط وأجزاء الأشواط سنة مؤكدة." (غنية: ۱۲۶، ۱۱۹)

(۴) "بخلاف استلام الحجر الأسود حيث لايقف له فى الحالين إذا ازدحم عنه ؛لأن الإشارة إليه بدل له عن العجز، إلا أنه لووقف له فى أول الطواف وآخره كان أحب."(غنية: ۱۰۴)

(۵) " وليجتنب عند استلام الحجر عن استعمال ماهناك من طوق فضة ركبوها حول الحجر الأسود." (غنية: ۱۳۰)

(٦) قال الحصكفى رحمه اللّٰه: "واستلمه بلا إيذاء ؛لأنه سنة، وترك الإ يذاء واجب." (ردالمحتار: ۴۹۳، ۴۹۴)

(۷) قال الحصكفى رحمه اللّٰه: "ولاتقرب الحجر فى الزحام ؛لمنعها من مماسة الرجال."
(ردالمحتار: ۲/۵۲۸، فتاویٰ تاتارخانية: ۲/۴۷۱، غنية: ۹۴، مناسک: ۱۶۹)

(۸) کیونکہ اس سے دورانِ طواف بیت اللہ کی طرف منہ کرنا لازم آتا ہے جو حجرِ اسود کے استلام یا اشارہ کے سوا جائز نہیں۔(ص۳۵ بھی دیکھئے)

(۹) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه: "وأخذ الطواف عن يمين الحجر ...... بأن يقف مستقبلا ثم يطوف متيا منًا بحيث يمر جميع بدنه عليه." (مناسک: ۱۲۰، غنية: ۱۲۱، ردالمحتار: ۲/۴۹۵)

(۱۰) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه: "وكونه بالبيت أى كون الطواف متلبسابه من خارجه لافيه أى لاواقعا فى داخله."
(مناسک: ۱۴۴، ۱۴۹)

(۱۰) رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگائیں: طواف میں رکن یمانی کو بوسہ نہ دیں، بلکہ اس کی طرف سینہ پھیر کر دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ لگائیں، داہنا ہاتھ نہ لگا سکیں تو بایاں نہ لگائیں اور نہ ہی دور سے اشارہ کریں[۱]۔

(۱۱) خواتین ہجوم میں طواف نہ کریں: عورتوں کو ایسے ہجوم کے وقت طواف کرنا جائز نہیں جس میں مردوں کے ساتھ جسم لگنے کا اندیشہ ہو، دوسرے اوقات میں بھی مردوں سے باہر کی طرف مطاف کے کنارے کے قریب طواف کریں[۲]۔

(۱۲) مکہ میں افضل ترین عبادت طواف ہے: مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے طواف کے برابر نفل عبادت نہیں خوب طواف کریں[۳]۔

(۱۳) خواتین کیلئے اپنے مکان میں نماز پڑھنا افضل ہے: عورتوں کیلئے مسجدِ نبوی اور مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے اپنے مکان میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے[۴]۔

(۱٤) نماز میں کوئی عورت ساتھ یا سامنے کھڑی ہوجائے تو: حرمین شریفین میں کئی حضرات اس پریشانی میں رہتے ہیں کہ نماز کی جماعت میں کوئی عورت ان کے ساتھ یا ان کے آگے نہ کھڑی ہو، ان کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے، اسلئے کہ اس صورت میں مرد کی نماز تب فاسد ہوتی ہے جب امام نے عورتوں کی امامت کی بھی نیت کی ہو اور اس کا یقین نہیں، کیوں کہ وہاں کے علماء کے ہاں عورتوں کی نیت ضروری نہیں، لہٰذا مردوں کی نماز ہوجائے گی،

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰہ: " ویستحب استلام الرکن الیمانی...... أی الواقع من جهة الیمین فی کل شوط أی حین وصوله، والمراد بالاستلام هنا لمسه بکفیه، أوبیمینه دون یساره کما یفعله بعض الجهلة والمتکبرة من دون تقبیله، والسجود علیه، ثم العجز عن اللمس للزحمة لیس فیه النیابة عنه بالإشارة......" (مناسک: ۱۳۷)

(۲) "وللمرأة البعد أی إن کان زحمة الرجال أولم یکن وقت الطواف مختصا بالنساء، وأن تطوف لیلا ؛أنه أسترلها."
(مناسک: ۱٦۰، ۱٦۹، غنیة: ۱۲۲)

وقال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰہ: "ولا تقرب الحجر فی الزحام؛ لمنعها من مماسة الرجال" وقال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰہ: "أشار إلی مافی اللباب من أنها عند الزحمة لاتصعد الصفا، ولاتصلی عند المقام."(ردالمحتار: ۲/۵۲۸، مناسک: ۱٦۹)

(۳) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰہ: "وطواف التطوع أفضل من صلٰوة التطوع للغرباء، وعکسه لأهل مکة."
(مناسک: ۱٦۸، غنیة: ۱۳۷، بدائع: ۱۲۸/۳، ردالمحتار: ۲/۵۰۲، تاتارخانیة: ۲/٤۵۱)

(٤) قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰہ: "ویکره حضور هن الجماعة، ولو لجمعة وعیدو وعظ مطلقًا، ولوعجوزًا لیلا."
(ردالمحتار: ۲/ ۵٦٦)

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: "لوأدرک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ماأحدث النساء لمنعهن المسجد کمامنعت نساء بنی إسرائیل."(بخاری: ۱/۱۲۰، أبوداؤد: ۱/۹۱، مسلم: ۱/۱۳۸)

البتہ مردوں کی صف میں کھڑی ہونے والی عورت کی نماز نہ ہوگی، بلکہ امام عورتوں کی نیت نہ کرے تو مردوں کے پیچھے کھڑی ہونے والی عورتوں کی نماز میں بھی اختلاف ہے، عدمِ صحت راجح ہے، مع ہٰذا اختلاف کے پیشِ نظر دوسروں پر شدت نہ کریں، خود احتیاط کریں[1]۔ تفصیل میرے رسالہ ''المشکوٰۃ لمسألۃ المحاذاۃ'' میں ہے۔

(۱۵) منیٰ وعرفات اور مزدلفہ میں امام کے ساتھ نماز: منیٰ[2]، عرفات اور مزدلفہ میں نماز امام کے ساتھ نہ پڑھیں کیونکہ وہ مسافرِ شرعی نہ ہونے کے باوجود قصر کرتے ہیں، لہٰذا الگ خیمہ میں جماعت کریں۔

(۱٦) مزدلفہ کی حدود میں اتریں: عرفات سے واپسی پر کئی گاڑی والے مزدلفہ کی حد شروع ہونے سے قبل ہی اُتار دیتے ہیں، ''مسجد مشعر الحرام'' سے کچھ پہلے ہر سڑک پر ''مبدأ مزدلفۃ'' کا بورڈ لگا ہوا ہے، اُس سے آگے گزر کر اُتریں[3]۔

(۱۷) مزدلفہ میں نمازِ فجر وقت پر پڑھیں: مزدلفہ میں معلّم اپنی سہولت کیلئے فجر کی اذانیں قبل از وقت دلاتے ہیں، اس وقت فجر کی نماز صحیح نہیں ہوتی اور صبح صادق سے قبل مزدلفہ سے نکلنے پر ''دَم'' واجب ہوگا، صبح صادق کا یقین ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھیں اور اسکے بعد (طلوعِ آفتاب سے ذرا پہلے تک وقوف کرکے) مزدلفہ سے نکلیں۔ ۸/ ذی الحجہ کو مسجدِ حرام میں جماعت قائم ہونے کا وقت محفوظ کرلیں اور اس سے بھی پانچ منٹ بعد مزدلفہ

---

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه: ''......إن نوى الإمام إمامتها وإلا فسدت صلٰوتها.'' (ردالمحتار: ۲/۵۷۵)

(۲) قال العلامة ملا على قارى رحمه اللّٰه: ''ولايجوز للمقيم أى ولو كان إماما أن يقصّر الصلٰوة أى لاختصاص القصر بالمسافر إجماعًا، وإنما الخلاف فى كون الجمع للنسك والسفر، ولاللمسافر أن يقتدى به أى بالمقيم إن قصر أى ؛لعدم صحة صلاته بالقصر.''
(مناسك ملا على قارى: ۱۹۵، غنية: ۱۵۰، ردالمحتار: ۲/۵۰۵)

قال العلامة الإندريتى رحمه اللّٰه: ''وهاهنا فصل لابد من معرفته، أن إمام مكة لوأم الحاج فى صلٰوة الظهر، والعصر، فإن كان مقيما صلى بهم صلٰوة المقيمين، ويصلى العصر فى وقت الظهر، فالإمام عند أبى حنيفة شرط جواز الجمع، أما الإحرام فى العصر ليس بشرط جواز الجمع، وإن كان مسافرًا يصلى صلٰوة المسافرين، ويقول لأهل مكة :''أتموا صلٰوتكم يا أهل مكة'' ولايجوز لإمام مكة أن يقصر الصلٰوة إذا لم يكن مسافرًا، ولاللحاج أن يقتدوا به إذا كان يقصر الصلٰوة، قال شمس الأيمة الحلوانى رحمه اللّٰه: كان القاضى الإمام أبوعلى النسفى يقول:''أتعجب من أهل الموقف أنهم يتابعون إمام مكة فى قصر صلٰوة الظهر، والعصر بعرفات و بينهم وبين مكة فرسخان، ثم يقفون للدعاء فأنّى يستجاب لهم، وأنّى يرجى لهم الخير، وصلٰوتهم غيرجائزة.'' قال شمس الأيمة:''هكذا كنت مع أهل الموقف فى الموقف، فاعتزلت وصليت كل صلٰوة فى وقتها كما هو مذهب أبى حنيفة، وأوصيت بذلك أصحابى، والجهال كانوا يقصرون معه، وقد سمعنا أن إمام مكة يتكلف لذٰلك، ويخرج مسيرة السفر، ثم يأتى عرفات، ويقصربهم، ولوكان هكذا لكان القصر جائزًا، ولوكان بخلافه لايجوز فيجب الاحتياط فيه.'' (تاتارخانية: ۲/۴۵۴)

(۳) '' ويستحب أن يدخلها ماشيا...... وينزل بقرب جبل قزح عن يمين الطريق أوعن يساره، وهو جبل صغير بوسط مزدلفة بل بقرب أولها ممايلى المأزمين بنى عليه المسجد اليوم.'' (غنية: ۱٦۲)

میں فجر کی نماز پڑھیں۔[1]

(۱۸) عورت پر خود رمی کرنا لازم ہے: عورت پر خود رمی کرنا لازم ہے، اگر اس کی طرف سے مرد رمی کرے گا تو صحیح نہ ہوگی اور عورت پر دم واجب ہوگا۔[2]

(۱۹) رمی اور قربانی میں جلدی مچانا: رمی اور قربانی میں اتنی جلدی کرنا کہ ازدحام کی وجہ سے اپنے نفس کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو حرام ہے، غروب سے کچھ قبل اطمینان سے رمی کریں، اگر اس وقت بھی سخت ازدحام ہو تو غروب کے بعد رمی کریں[3]۔ ایسی حالت میں غروب کے بعد رمی کرنے میں کوئی کراہت نہیں[4]۔

(۲۰) کنکری احاطہ کے اندر پھینکنا ضروری ہے: رمی کرتے[5] وقت کنکریاں پتھروں کے گرد جو دیوار ہے اسکے احاطہ میں پھینکیں، اگر پتھر کو کنکری ماری اور وہ پتھر سے ٹکرا کر احاطہ کے اندر گر گئی تو رمی درست ہوگئی اور اگر باہر گری تو صحیح نہیں ہوئی، دوبارہ ماریں۔

(۲۱) ۱۲ / ذی الحجہ کو رمی زوال سے پہلے کی تو دم لازم ہے: بارہویں ذی الحجہ کو بہت سے لوگ زوال سے قبل ہی رمی کر کے مکہ مکرمہ چلے جاتے ہیں، اُنکی رمی نہیں ہوتی، اسلئے اُن پر دَم واجب ہوگا۔[6]

(۲۲) تمتع وقران میں "دم شکر" مستقل واجب ہے: حج تمتع یا قِران میں جو جانور منٰی میں ذبح کیا جاتا ہے اُسے "دَمِ شکر" کہتے ہیں اور یہ عید کی قربانی سے الگ واجب ہے[7]۔

---

(۱) "الوقوف بها واجب...... وأول وقتهِ طلوع الفجر الثانی من یوم النحر وآخره طلوع الشمس منه، فمن وقف قبل طلوع الفجر أو بعد طلوع الشمس لایعتدبه...... ولوترک الوقوف بها فدفع لیلاً فعلیه دم." (مناسک: ۲۱۹، غنیة: ۱۶۶)

(۲) "والرجل، والمرأة فی الرمی سواء...... فلاتجوز النیابة عن المرأة بغیر عذر." (غنیة: ۱۸۷، ۸۸)

(۳) (ردالمحتار: ۲/۴۹۳، بدائع: ۳/۱۱۹)

(۴) "وأما ترک الواجبات بعذر فلاشیء فیه. ثم مراد هم بالعذر مایکون من اللّٰه تعالیٰ، فلوکان من العباد فلیس بعذر...... بخلاف ماإذا منعه خوف الزحام فإنه من اللّٰه تعالیٰ، فلاشیئ علیه." (غنیة: ۲۳۹) ویکره من الغروب إلی الفجر، وکذا قبل طلوع الشمس، وهذا عند عدم العذر، فلا إساءة برمی الضعفة قبل طلوع الشمس ولا برمی الرعاة لیلاً." (غنیة: ۱۷۰)

(۵) "وأما شرائطه فعشرة: الأول وقوع الحصی بالجمرة أی متصلابها أوقریبًا منها فلو وقع بعیدًا منها لم یجز، والبعد والقرب بحسب العرف." (مناسک: ۲۴۵، ردالمحتار: ۲/۵۱۳)

(۶) "وأماوقت الرمی من الیوم الأول و الثانی من أیام التشریق، وهو الیوم الثانی والثالث من أیام الرمی، فبعد الزوال حتی لایجوز الرمی فیهما قبل الزوال......"(بدائع الصنائع: ۳/۹۵، مناسک: ۲۳۷، غنیة: ۱۸۱)"ولوترک رمی یوم کله أو أکثره...... فعلیه دم."(غنیة: ۲۷۹)

(۷) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "وإن کان قارنًا أو متمتعًا یجب علیه الذبح."
(مناسک ملاّعلی قاری: ۲۲۶، غنیة الناسک: ۱۷۲، بدائع الصنائع: ۱۴۷، ردالمحتار: ۲/۵۱۵)

حاجی پر سفر کی وجہ سے عید کی قربانی واجب نہیں[1]، البتہ اگر کوئی ۸ / ذی الحجہ سے کم از کم ۱۵ روز قبل مکّہ مکرمہ میں آ کر رہا تو وہ مقیم ہوگیا[2]، اس لئے قربانی کے دنوں میں اگر وہ صاحب نصاب ہو تو اس پر دَمِ شکر کے علاوہ عید کی قربانی بھی واجب ہے، خواہ منٰی میں ذبح کرے یا اپنے وطن میں کرائے[3]۔ اگر کسی نے دَمِ شکر کو عید کی قربانی سمجھ کر ادا کیا تو دَمِ شکر ادا نہیں ہوا[4]۔ اگر دَمِ شکر ادا کرنے سے پہلے احرام کھول دیا تو اُس پر دَمِ شکر کے علاوہ ایک اور دَم بھی واجب ہو جائے گا[5] اور اگر ایامِ نحر کے اندر دَمِ شکر نہیں دیا تو تاخیر کی وجہ سے تیسرا دَم واجب ہو جائے گا، اس طرح اُسے چار جانور ذبح کرنے پڑیں گے۔

(۲۳) احرام کھولنے کیلئے سر منڈانا یا انگلی کے پورے کے برابر بال کاٹنا ضروری ہے:

احرام کھولنے کیلئے سَر منڈائیں[6] یا کم از کم چوتھائی سر کے بال انگلی کے پورے کی لمبائی کے برابر کٹوائیں[7]، اگر بال اتنے چھوٹے ہوں کہ انگلی کے پورے کی لمبائی کے برابر نہ کاٹے جاسکتے ہوں تو اُن کا منڈانا ضروری ہے، کاٹنے سے احرام نہ کھلے گا۔[8]

(۲۴) صفا، مروہ پر چڑھنا: صفا اور مروہ پر زیادہ اوپر چڑھنا جہالت ہے۔[9]

(۲۵) روضۂ مطہرہ پر حاضری میں دھکا بازی: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

---

(۱) قال العلامة ابن نجیم رحمه الله: "أما الأضحية فليست بواجبة عليه ؛لأنه مسافر." (البحر الرائق: ۲/۳۷۰، غنية: ۲۱۶)

(۲) قال العلامة الكاسانی رحمه الله: "فالمسافر يصير مقيما بوجود الإقامة...... وهو أن ينوی الإقامة خمسة عشر يومًا فی مكان واحد صالح للإقامة......" (بدائع: ۱/۴۸۱)

(۳) قال العلامة الكاسانی رحمه الله: "وأما شرائط الوجوب...... منها الإقامة...... ومنها الغنى."
(بدائع: ۲۸۲/۶، ردالمحتار: ۵۲۰/۹، طبع بيروت)

(۴) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: "فلابدله من النية، فلو نوى غيره لايجزی كمالو أطلق النية."(ردالمحتار: ۵۳۸/۲، غنية: ۲۱۶)
وقال العلامة ابن نجیم رحمه الله: "......وقد استفيد من هذا أن دم التمتع يحتاج إلى النية."(البحر الرائق: ۳۷۰/۲)

(۵) "وفی الكبير:"إذا حلق القارن قبل الذبح، وأخر إراقة الدم عن أيام النحر أيضًا ، ينبغی أن يجب عليه ثلاثة دماء، دم لحلقه قبل الذبح،ودم لتأخير الذبح عن أيام، ودم للقران أوالتمتع."(غنية: ۲۸۰، ۲۱۶،ردالمحتار،باب الهدی: ۲۱۲/۲، هداية: ۲۷۷/۱، فتح القدير: ۴۳۶/۲، البحر الرائق: ۲۴/۳ و ۳۶۱، العالمكيرية: ۲۶۱/۱، شرح الوقاية: ۲۷۵/۱)

(۶) "فإذا فرغ من الذبح حلق رأسهٗ أوقصر." (غنية: ۱۷۳، هداية: ۲۵۰/۱، ردالمحتار: ۵۱۵/۲، بدائع: ۱۰۱/۳)

(۷) قال العلامة ملاّ علی قاری رحمه الله: "وعندنا التقصير هو أن يأخذ من رؤوس شعر رأسه مقدار أنملة، رجلا كان أوامرأة، ويجب مقدار الربع علی ماهو المقرر فی المذهب." (مرقاة: ۵۴۰)

(۸) "أوتعذر التقصير بأن يكون شعره قصيرًا، أولبده بصبغ، فلايعمل فيه المقراض، تعين الحلق." (غنية: ۱۷۵، مناسک: ۲۳۰)

(۹) قال العلامة الحصكفی رحمه الله: "فصعد الصفا بحيث يرى الكعبة من الباب."
وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله : " واعلم أن كثيرًا من درجات الصفا دفنت تحت الأرض بارتفاعها، حتى إن من وقف علی أول درجة من درجاتها الموجودة أمكنه أن يرى البيت، فلايحتاج إلى الصعود، ومايفعله بعض أهل البدعة والجهلة من الصعود حتى يلتصقوا بالجدار، فخلاف طريقة أهل السنة والجماعة ، شرح اللباب." (ردالمحتار: ۵۰۰/۲، غنية: ۱۲۸، ۱۳۰، مناسک: ۱۷۱، ۱۷۳)

حاضری کیلئے دھکّا بازی[۱]، خصوصاً عورتوں کا غیر محرموں کے ہجوم میں داخل ہونا حرام ہے، ایسی حالت میں دُور سے سلام پڑھیں۔[۲]

طواف کی دُعائیں

طواف کے چکروں میں جو دُعائیں پڑھنے کا عام دستور ہو گیا ہے، ان کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں[۳]۔ چکروں کی تخصیص کے بغیر صرف چند ایک کی ضعیف روایت ملتی ہے، البتہ ایک دو دُعائیں قابلِ اعتماد روایت سے ثابت ہیں، مگر ان کی بھی کسی چکر کے ساتھ تخصیص ثابت نہیں، بغیر تخصیص کے ان کے پڑھنے میں حرج نہیں، اگر کوئی نہ پڑھے اور طواف کے دوران بالکل خاموش رہے تو بھی جائز ہے۔[۴]

وجوہِ ذیل کی بناء پر چکروں کی دُعائیں پڑھنا بدعت اور گناہ ہے:

۱۔ جو عمل ضعیف حدیث سے ثابت ہو اس کو سنّت سمجھنا بدعت اور ناجائز ہے، جبکہ یہ دُعائیں کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں اور عوام وخواص ان کو سنّت سے بھی بڑھ کر فرض سمجھتے ہیں، اس لئے یہ بہت خطرناک بدعت اور بہت بڑا گناہ ہے۔[۵]

۲۔ ان دُعاؤں کے التزام اور دینی اداروں کی طرف سے ان کی روز افزوں اشاعت کی وجہ سے عوام ان کو ضروری سمجھنے لگے ہیں، ایسی حالت میں امر مندوب بھی مکروہ ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ جس کا ثبوت ہی نہ ہو۔[۶]

۳۔ اکثر لوگوں کو دُعائیں یاد نہیں ہوتیں، طواف میں کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں اور

---

(۱) قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه: "وليحترز كل الاحتراز عن أذى غيره ، أى بكل وجه من وجوهه ؛فإنه حرام مجمع عليه داخل تحت الفسوق المنهى عنه." (مناسک: ۱۷۴)

(۲) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه:"ولاتقرب الحجر فى الزحام ؛لمنعها من مماسة الرجال." (ردالمحتار: ۲/۵۲۸)

(۳) "ويدعو بماشآء، وليس عن أصحا بنادعاء مؤقت ؛لأن الإنسان يدعو بماشآء و؛لأن توقيت الدعآء يذهب بالرقة ؛لأنه يجرى على لسانه من غير قصد فيبعد عن الإجابة. بدائع" (غنية الناسک: ۱۵۴)

(۴) "وإتيان الأذكار، والأدعية، ولوتركها فسكت فى جميع طوافه جاز." (غنية: ۱۲۱، مناسک:۱۶۷)

(۵) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه:" شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه، وأن يدخل تحت أصل عام، وأن لايعتقد سنية ذٰلک الحديث." (ردالمحتار: ۱/۱۲۸، السعاية: ۲/۴۶)

(۶) قال العلامة عبدالحي اللكنوى رحمه اللّٰه:"......وإن التزمه واعتقده ضروريا يشبه أن يكون مكروها، فرب شىء مندوب و مباح يكون بالتخصيص والالتزام مكروها." (السعاية: ۲/۴۷)

ازدحام میں کتاب پڑھتے ہوئے چلنے سے خشوع نہیں رہ سکتا۔[١]

٤۔ ازدحام میں کتاب پرنظر رکھنا، اپنے لئے اور دوسروں کیلئے بھی باعث ایذاء ہے، بالخصوص دُعاؤں کی خاطر جتھوں کی صورت میں چلنا سخت تکلیف دہ ہے جو کہ حرام ہے۔[٢]

٥۔ جتھوں کی صورت میں چِلّا چِلّا کر دُعائیں پڑھنے سے دوسروں کے خشوع میں خلل پڑتا ہے۔[٣]

٦۔ عوام دُعاؤں کے الفاظ صحیح نہیں ادا کر پاتے تو معلّم جتھے کو روک کر الفاظ کہلوانے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ طواف میں ٹھہرنا مکروہ تحریمی ہے،[٤] علاوہ ازیں اس صورت میں بعض لوگوں کا بیت اللہ کی طرف پشت یا سینہ ہوجاتا ہے، یہ بھی مکروہ تحریمی ہے[٥] اور اگر اسی حالت میں کچھ آگے کو سرک گئے تو اتنے حصّہ کے طواف کا اعادہ واجب ہے۔[٦]

اللہ کرے علماءِ دین کو مفاسد مذکورہ کی طرف التفات ہو اور وہ اس بدعت شنیعہ ومعصیت علانیہ کی اشاعت کی بجائے اس سے اجتناب کی تبلیغ کا فرض ادا کریں۔

---

(١) ”......وترک کل عمل ینافی الخشوع والتذلّل.“ (غنیة: ١٢٢)

(٢) (ردالمحتار: ٢/٤٩٣، بدائع: ٣/١١٩)

(٣) ”والإسرار بالذکر والأدعیة، إلا إذا کان الجهر مشوشا للطائفین والمصلین فالإسرار حینئذٍ واجب.“
(غنیة: ١٢٢، مناسک: ١٦٢، ١٦٤ و١٦٥، ١٦٧)

(٤) ”ویکره......الوقوف للدعاء فی أثناء الطواف فی الأرکان أوفی غیره؛ لأن الموالاة بین الأشواط وأجزاء الأشواط سنة مؤکدة.“
(غنیة: ١٢٦، ١١٩)

قال العلامة ملا علی قاری رحمه اللّٰه فی مکروهات الطواف: ”أی الفصل بین أشواطه......؛لما یترتب علیه من ترک السنة وهو الموالاة بین الطواف.“ (مناسک: ١٦٥، ١٦٩)

(٥) قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰه: ”ولوعکس أعاد مادام بمکة.“

وقال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه: ”(قوله ولوعکس) بأن أخذعن یساره، وجعل البیت عن یمینه، وکذالوا ستقبل البیت بوجهه، أواستدبره، وطاف معترضًا.“ (ردالمحتار: ٢/٤٩٤)

(٦) ”لیس شیء من الطواف عندنا یجوز مع استقبال البیت فإذا استقبله عند أحد الرکنین ینبغی أن یقرقدمیه فی موضعهما حالة الاستقبال......؛لأنه لوزالت قدماه فی موضعهما إلی جهة الباب ولوقلیلا فی حال استقباله، ثم مضی من هناک فی طوافه لکان قد قطع جزء من مطافه، وهو مستقبل البیت، هذا.“ (غنیة: ١١٣، ١١٤)

”وفی محرمات الطواف:“ وأداء شیء من الطواف مع استقبال البیت.“(غنیة: ١٢٦، ١١٥)

حج کے مسائل اور ان کا حل

صاحبِ استطاعت معذور شخص کے حج کا حکم

سوال: ایک شخص پاؤں سے معذور ہے، تھوڑی دور بھی مشکل سے چل سکتا ہے، اس لئے اکیلا حج پر نہیں جاسکتا، مگر مالدار ہے اور اپنے ساتھ جانے والے معاون کے مصارف بسہولت برداشت کرسکتا ہے، ایسی حالت میں اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس پر خود حج کرنا تو فرض نہیں، البتہ حج بدل کرادینا ضروری ہے، لیکن بعد میں اگر تندرست ہوگیا تو خود حج کرنا لازم ہوگا۔ اگر معاون ساتھ رکھ کر خود حج کرلے تو زیادہ بہتر ہے۔[1] واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

نابینا کیلئے حج کا حکم

سوال: اگر نابینا شخص صاحب حیثیت ہو تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب: نابینا اور مفلوج وغیرہ سب معذورین کا وہی حکم ہے جو اوپر صاحبِ استطاعت معذور کے مسئلہ میں تحریر کیا گیا۔[2] واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

حج کرنے میں تاخیر کی، پھر معذور ہوگیا

سوال: میری والدہ دس سال سے نابینا ہیں، جب آنکھیں درست تھیں تو مالدار ہونے کی وجہ سے ان پر حج فرض تھا، مگر وہ حج نہ کرسکیں، اب دریافت طلب یہ ہے کہ اب نابینا ہونے

(۲،۱) قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: ''فلايجب على مقعدو مفلوج و شيخ كبير لايثبت على الراحلة بنفسه وأعمى، وإن وجد قائدًا ومحبوس وخائف من سلطان لابأنفسهم ولابالنيابة فى ظاهر المذهب عن الإمام وهو رواية عنه ، وظاهر الرواية عنهما وجوب الإحجاج عليهم، ويجزيهم إن دام العجزوإن زال أعادوا بأنفسهم.

والحاصل: أنه من شرائط الوجوب عنده ومن شرائط وجوب الأداء عندهما، وثمرة الخلاف تظهر فى وجوب الإحجاج والإيصاء كما ذكرنا ، وهو مقيد بما إذا لم يقدر على الحج وهو صحيح ، فإن قدر ثم عجز قبل الخروج تقرر دينا فى ذمته فيلزمه الإحجاج (إلى أن قال) وظاهر التحفة اختيار قولهما ، وكذا الاسبيجابى ، وقوّاه فى الفتح و مشى على أن الصحة من شرائط وجوب الأداء اھ من البحر والنهر، وحكى فى اللباب اختلاف التصحيح وفى شرحه أنّه مشى على الأوّل فى النهاية وقال فى البحر العميق إنه المذهب الصحيح ، وأن الثانى صححه قاضى خان ، فى شرح الجامع ، واختاره كثير من المشايخ ومنهم ابن الهمام.''

(رد المحتار: ۳/۵۲۳ طبع دار المعرفة)

کی حالت میں ان کو حج بدل کرانا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: ان پر حج فرض تھا اور کوئی عذر حج کرنے سے مانع نہ تھا تو تاخیر کرنے سے گناہ ہوا، اس پر استغفار اور اب حج بدل کرانا فرض ہے۔[1] واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

حج بدل کہاں سے کرایا جائے؟

سوال: حج بدل کہاں سے کرانا چاہیئے؟ اگر کسی ایسے شخص سے کرایا جائے جو مکّہ میں رہتا ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ مکّہ میں بعض دینی مدارس کے ذمّہ داروں کی طرف سے حج بدل کرانے کا انتظام ہوتا ہے، ان کے ذریعہ حج بدل کرانا کیسا ہے؟

جواب: اگر کسی زندہ معذور کی طرف سے یا کسی مردہ کی وصیت سے حج بدل کیا جارہا ہو تو اس زندہ یا مردہ کے وطن سے حج کرانا ضروری ہے۔

اگر میّت کا تہائی مال اس کیلئے ناکافی ہو اور ورثہ اپنے حصّہ سے زیادہ مال دینے پر راضی نہ ہوں تو جہاں سے تہائی مال سے حج ہو سکے وہیں سے کرایا جائے۔

اگر وصیت کرنیوالے یا معذور نے خود کوئی جگہ متعین کردی ہو تو وہیں سے کرایا جائے، خواہ معین کردہ جگہ مکّہ ہی ہو۔ اگر وصیت کرنے والے نے مال کی کوئی مقدار معین کردی ہو تو جہاں سے وہ کافی ہو سکتی ہو وہیں سے حج کرایا جائے، مقدار اتنی ہو کہ مکّہ ہی سے حج کیلئے کافی ہو سکتی ہو تو مکہ ہی سے حج کرایا جائے، مگر صاحبِ استطاعت کیلئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اگر معذور نے کسی کو حج کیلئے نائب نہیں بنایا تھا یا میّت نے وصیت نہیں کی تھی، بلکہ کوئی شخص کسی زندہ معذور یا کسی میّت کی طرف سے تبرُّعاً یعنی محض ثواب حاصل کرنے کی نیت

---

(۱) قال الحصكفى رحمه اللّٰه: " فرض مرة على الفور فى العام الأول عند الثانى، وأصح الروايتين عن الأمام و مالك و أحمد، فيفسق وترد شهادته بتأخيره أى سنينًا." وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه: "ثم لايخفى أنّه لايلزم من عدم الفسق عدم الإثم فإنّه يأثم ولوبمرة." (ردالمحتار: ۳/ ۵۲۰ طبع دارالمعرفة)

وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه: "فلايجب على مقعدو مفلوج و شيخ كبير لايثبت على الراحلة بنفسه وأعمى وإن وجد قائداً (إلى أن قال) لابأنفسهم ولا بالنيابة فى ظاهر المذهب عن الإمام وهو رواية عنهما ، و ظاهر الرواية عنهما وجوب الإحجاج عليهم و يجزيهم إن دام العجز، وإن زال أعادوا بأنفسهم، (إلى أن قال) فإن قدرثم عجز قبل الخروج تقرر دينا فى ذمته ، فليزمه الإحجاج." (ايضاً: ۳/ ۵۲۳)

سے حج کرانا چاہتا ہے تو وطن سے کرانا ضروری نہیں، مکہ سے بھی جائز ہے، مگر حج کرانے والا صاحبِ استطاعت ہو تو میقات سے کرانا افضل ہے۔

مَکّہ سے حج کرانے کی صورت میں اس کا خاص اہتمام کیا جائے کہ حج کرنے والا مسائل سے واقف، متقی اور قابلِ اعتماد ہو، کیونکہ بعض لوگ کئی اشخاص کی طرف سے حج بدل کر لیتے ہیں، جبکہ اس صورت میں کسی کا بھی حج نہیں ہوتا۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

حالتِ احرام میں لنگوٹ یا نیکر پہننا

سوال: احرام کی حالت میں لنگوٹ یا نیکر پہن سکتے ہیں یا نہیں؟ عذر ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: آنت وغیرہ اُترنے یا اس جیسے کسی عذر سے لنگوٹ باندھنا جائز ہے، بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے، مگر اس پر کوئی جزاء واجب نہیں۔[1]

نیکر پہننا بہرحال ناجائز ہے خواہ عذر ہو یا نہ ہو، سلا ہوا کپڑا پہننے کی جزاء واجب ہوگی۔

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

احرام میں جرابیں پہننا

سوال: حالتِ احرام میں سردی کی وجہ سے جرابیں پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالتِ احرام میں جرابیں پہننا جائز نہیں۔[2] واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

وقوفِ مزدلفہ چھوڑنے کا حکم

سوال: اگر مریض، ضعیف یا مستورات ہجوم اور تھکان کی وجہ سے مزدلفہ میں وقوف نہ کریں اور صبح صادق سے پہلے منٰی چلے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو جو شخص ان کے ساتھ کی وجہ سے وقوف نہ کرے، اس کیلئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) قال الحصکفی رحمه اللّٰه: "فان زرّره أو خلّله أو عقده أساء ولادم علیه."
قال ابن عابدین رحمه اللّٰه: "وکذا لو شده بحبل ونحو ؛لشبهه حنیئذٍ بالمخیط." (ردالمحتار: ۲/ ۴۸۱)

(۲) قال الحصکفی رحمه اللّٰه: ".....وخفین إلاّ أن لایجد نعلین فیقطعهما أسفل من الکعبین عند معقد الشراک فیجوز لبس السرموزة لا الجوربین."(ردالمحتار: ۳/ ۵۷۱ طبع دارالمعرفة)،"ولا یلبس الجوربین کمالایلبس الخفین." (تاتارخانیة: ۲/ ۴۹۲)

جواب: بوڑھوں، بیماروں اور خواتین کیلئے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ کر منٰی چلے جانا جائز ہے اور ان پر کوئی دم بھی واجب نہیں، مگر تندرست آدمی اگر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ کر صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے چلا جائے تو اس پر دم واجب ہے، کیونکہ اس نے بلا عذر وقوف ترک کیا ہے، دوسروں کی وجہ سے اسے معذور قرار نہیں دیا جاسکتا۔[1]

تنبیہ:

معذور اور غیر معذور کا یہ فرق کہ معذور پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے دَم لازم نہیں اور غیر معذور پر دم لازم ہے۔ صرف وقوفِ مزدلفہ کے ساتھ خاص ہے، احرام میں جو چیزیں ممنوع ہیں، اگر ان میں سے کسی کا ارتکاب بیماری وغیرہ کے عذر سے بھی کرنا پڑے تو دم واجب ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

حالتِ احرام میں نقاب چہرہ سے لگ گیا

سوال: اگر حالتِ احرام میں کسی عورت کے برقع کا نقاب ہوا کی وجہ سے اُڑ کر بار بار چہرہ سے لگتا رہے یا سوتے ہوئے چادر وغیرہ کسی مرد یا عورت کے چہرہ پر پڑ جائے تو اس کا کفّارہ کیا ہے؟

جواب: اگر ایک گھنٹہ سے کم وقت نقاب چہرہ کے چوتھائی حصہ سے لگا رہا ہو یا چادر مرد یا عورت کے چہرے کے چوتھائی حصہ پر پڑی رہی ہو تو اس کے کفارے میں اختلاف ہے[2] بعض فقہاء نے اس کو ترجیح دی ہے کہ نصف صاع یعنی سوا دو کلو گندم صدقہ کرنا واجب ہے اور بعض فقہاء نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس صورت میں ایک مٹھی صدقہ کرنا واجب ہے، پہلا قول احوط

---

(۱) قال الحصكفی رحمه اللّٰه: ”لوتركه بعذر كزحمة بمزدلفة لاشیء عليه.“
قال ابن عابدين رحمه اللّٰه:”(قوله كزحمة)عبارة اللباب إلاّ إذا كان لعلة أوضعف ، أوتكون امرأة تخاف الزحام فلاشیء عليها ا ھ لكن قال فی البحر ولم يقيد فی المحيط خوف الزحام بالمرأة بل أطلقه فشمل الرجل اھ(ردالمحتار: ۳/ ۶۰۴،طبع دارالمعرفة)

(۲) قال الحصكفی رحمه اللّٰه: ”وتغطية ربع الرأس أوالوجه كالكل ولابأس بتغطية أذنيه وقفاه.“ (ردالمحتار: ۳/ ۶۵۹،دارالمعرفة)
قال ابن عابدين رحمه اللّٰه تحت قوله:”وسترالوجه كله او بعضه:”لكن فی تغطية كل الوجه أو الرأس يومًا أوليلة دم ، والربع منهما كالكل، وفی الأقل من يوم أومن الربع صدقة كما فی اللباب. وأطلقه فشمل المرأة لما فی البحر عن غاية البيان من أنهالا تغطی وجهها إجماعا.اھ“(رد المحتار :۳/ ۵۶۸،دارالمعرفة)
قال الحصكفی رحمه اللّٰه: ”وإن طيب أوحلق أولبس بعذر خيّرإن شاء ذبح فی الحرم أوتصدق بثلاثة أصوع طعامٍ على ستة مساكين أين شاء أوصام ثلاثة أيّام ولو متفرقة.“
وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه:”(قوله إن شاء ذبح) هذا فيما يجب فيه الدم ، أمَّا مايجب فيه الصدقة إن شاء تصدق بما وجب عليه من نصف صاع أوأقل على مسكين أوصام يومًا ، كمافی اللباب.“(ردالمحتار: ۳/ ۶۷۱، ۶۷۲،دارالمعرفة)

ہےاور دوسرا اوسع۔ ہوا کی وجہ سے بار بار ابتلاء ہو تو دوسرے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

ایک گھنٹہ سے زیادہ اور ایک دن یا ایک رات سے کم ایسا ہوا ہو تو بالاتفاق نصف صاع صدقہ کرنا واجب ہے، ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ ہوا ہو تو دم واجب ہے، یعنی بکرا، بکری، دنبہ، دنبی یا بھیڑ وغیرہ ذبح کرکے مساکین پر صدقہ کرے۔

یہ تفصیل بلا عذر سر یا چہرہ ڈھانکنے کے بارے میں ہے، اگر کسی عذر سے سر یا چہرہ کا چوتھائی یا زیادہ حصہ ڈھانکا تو گھنٹہ یا اس سے زیادہ وقت ہونے کی صورت میں اختیار ہے کہ نصف صاع صدقہ دے یا ایک دن روزہ رکھے اور عذر سے ایک دن یا ایک رات یا زیادہ ایسا ہوا ہو تو اختیار ہے کہ دم ذبح کرکے مساکین کو دے یا تین صاع چھ مساکین کو دے یا تین روزے رکھے۔

فائدہ:

نصف صاع کے وزن کی مقدار کے بارے میں علماء کے درمیان کچھ اختلاف ہے، بعض محققین کی تحقیق کے مطابق اس کی مقدار سوا دو کلو جبکہ بعض حضرات کے نزدیک پونے دو کلو ہے، پہلا قول احوط ہے اور عبادات میں احتیاط ہی پر عمل کرنا چاہئے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

عورت کیلئے بغیر محرم سفر حج

سوال: ایک ضعیف العمر ۸۰ سال کی خاتون حج کرنا چاہتی ہے، مگر اس کے ساتھ جانے کیلئے کوئی محرم نہیں، البتہ بعض جاننے والے یا رشتہ دار حاجی حضرات اپنی مستورات کو ساتھ لے جا رہے ہیں، اگر یہ خاتون بھی ان کے ساتھ چلی جائے تو اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: عورت خواہ کتنی ہی بوڑھی ہو اس کیلئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں[۱]، خواہ وہ سفر حج

(۱) عن عمرو بن دینار قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”لاتحجن امرأۃ إلاّ و معھا ذو محرم.“ (أخرجه الدار قطنی)
قال ابن عابدین رحمه اللّٰه: ”النوع الثانی شروط الأداء، وھی التی إن وجدت بتمامھا مع شروط الوجوب، وجب أداؤہ بنفسه، وإن فقد بعضھا مع تحقیق شروط الوجوب فلایجب الأداء بل علیه الإحجاج أو الإیصاء عندالموت وھی خمسة منھا: سلامة البدن و دامن الطریق، وعدم الحبس، المحرم أو الزوج للمرأۃ وعدم عدۃ لھا.“ (ردالمحتار: ۳/ ۵۲۱، دارالمعرفة)

ہی کا کیوں نہ ہو اور دوسری عورتیں اپنے محارم کے میں ساتھ کیوں نہ ہوں۔ اگر مرتے دم تک محرم میسر نہ ہو تو آخری وقت میں حج بدل کی وصیت کر دے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حج میں تاخیر جائز نہیں

سوال: ایک شخص پر حج فرض ہے، مگر وہ بعض دنیوی مصالح یا بعض مصروفیات کی بناء پر حج آیندہ سال تک ملتوی کر رہا ہے، کیا اس صورت میں وہ گنہگار ہوگا؟

جواب: حج کی فرضیت علی الفور ہے، تاخیر کرنا جائز نہیں، اگر فرض ہونے کے بعد بلا عذر محض دنیوی مشاغل یا مصالح کی وجہ سے تاخیر کی تو گنہگار ہوگا۔[1] واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حاجت سے زائد زمین ہو تو حج فرض ہے

سوال: ایک شخص کے پاس اتنی زمین ہے کہ اس سے صرف سال بھر کے ضروری اخراجات پورے کئے جا سکتے ہیں، اس کے علاوہ کوئی کاروبار نہیں، البتہ اگر کچھ زمین فروخت کر دے تو حج کا انتظام ہو سکتا ہے، اس صورت میں زمین فروخت کر کے حج کرنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: جتنی زمین فروخت کر کے حج کے مصارف کا انتظام ہو سکتا ہے، وہ فروخت کرنے کے بعد بقیہ زمین سے معاشی ضرورت پوری ہو سکتی ہو تو حج فرض ہے۔[2] واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نفل حج کی نیت سے فرض ساقط نہ ہوگا

سوال: زید پر حج فرض نہ تھا، اسے نفل حج کیلئے کسی نے روپے دیئے، چنانچہ وہ نفل حج پر چلا گیا، چند سال بعد اللہ تعالی نے اسے اتنی دولت دی کہ وہ بآسانی حج کر سکتا ہے، کیا اب اس پر حج کرنا فرض ہے؟

---

(۱) قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه تعالىٰ: " فرض مرة على الفور فى العام الأول عند الثانى ، و أصح الروايتين عن الإمام و مالك وأحمد، فيفسق و ترد شهادته بتأخيره أى سنيناً ."

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى : " ثم لا يخفى أنه لا يلزم من عدم الفسق عدم الإثم ، فإنه يأثم و لو بمرةٍ."

(رد المحتار: ۳/ ۵۲۰،دار المعرفة)

(۲) قال الإمام قاضى خان رحمه اللّٰه:" وإن كان صاحب ضيعة، إن كان له من الضياع مالو باع مقدار مايكفى لزاده و راحلته ذاهبًا وجائياً ونفقة عياله وأولاده ويبقى له من الضيعة قدر مايعيش بغلة الباقى يفترض عليه الحج وإلّا فلا." (خانية على هامش الهندية: ۱/ ۲۸۲)

جواب: نفل حج کی نیت سے فرض حج ادا نہ ہوگا، خواہ نیت کرنے والے پر بوقتِ نیت حج فرض ہو یا نہ ہو، لہٰذا اگر زید نے نفل کی نیت کی تھی تو اب دوبارہ حج کرنا فرض ہے، اور اگر اس نے فرض حج کی نیت کی تھی یا مطلق حج یعنی فرض نفل کی تعیین کئے بغیر صرف حج کی نیت کی تھی تو فرض حج ادا ہو گیا، دوبارہ کرنا ضروری نہیں۔[1] واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

جس نے حج نہیں کیا وہ حج بدل کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: جس شخص نے حج نہ کیا ہو وہ کسی دوسرے کی جانب سے حج بدل کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس پر حج فرض ہے تو اس کیلئے حج بدل کرنا مکروہ تحریمی ہے، حج بدل کروانے والے کا حج ادا ہوجائیگا مگر اس کیلئے ایسے شخص کو حج بدل کیلئے بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر اس پر حج فرض نہیں تو پھر ضروری تو نہیں کہ اس نے پہلے حج کیا ہو، البتہ بہتر ہے۔[2]

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

رمی میں نائب بنانا

سوال: ایک شخص کو پاؤں میں چوٹ آ گئی، جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بالکل معذور ہوگیا، اس لئے اس نے اپنی رمی دوسرے شخص کے ذریعہ کروائی، بیوی اور لڑکی بھی سفر حج میں ساتھ تھیں، رمی کیلئے کوئی دوسرا محرم ساتھ جانے والا نہ ہونے کی وجہ سے ان کی رمی بھی کسی دوسرے مرد سے کروائی، کیا ان تینوں کی رمی صحیح ہوگئی؟

جواب: اگر سوار ہوکر بھی جمرات تک نہ جاسکتا ہو[3]، یا سواری کا انتظام ممکن نہ ہو اور کوئی اٹھا کر

---

(۱) وقال ابن عابدين رحمه الله تحت قوله على مسلم :''النوع الرابع: شرائط وقوع الحج عن الفرض، وهى تسعة:(إلى أن قال) والأداء بنفسهٖ إن قدر، وعدم نية النفل وعدم الإفساد وعدم النية عن الغير.''(ردالمحتار: ۵۲۲/۳،دار المعرفة)

(۲) قال الحصكفى رحمه الله: ''فجاز حجّ الصرورة.'' قال ابن عابدين رحمه الله:''وقال فى الفتح ايضاً: والأفضل أن يكون قد حجّ عن نفسه حجة الإسلام... قال فى البحر:'' والحق أنّها تنزيهية على الآمر؛لقو لهم والأفضل إلخ، تحريمية على الصرورة المأمور الذى اجتمعت فيه شروط الحج و لم يحجّ عن نفسه ؛لأنّه أثم بالتاخير.''(ردالمحتار: ۲۵/۴،دار المعرفة)

(۳) السادس أن يرمى بنفسه فلا تجوز النيابة فيه عند القدرة، وتجوز عند العذر فلورمى عن مريض بأمره جاز، ولاتجوز النيابة عنه إلاّ أن لايجدمن يحمله.''الرجل والمرأة فى الرّمى سواء إلاّ أن رميها فى اللّيل أفضل ، فلاتجوز النيابة عن المرأة بغير عذر، قد تبين مما قدمنا أنهم جعلوا خوف الزحام عذراً للمرأة ولمن به علة أوضعف فى تقديم الرمى قبل طلوع الشمس أوتأخيره إلى الليل،لافى جواز النيابة عنهم ؛لعدم الضرورة، فلولم يرموا بأنفسهم ؛لخوف الزحام تلزمهم الفدية.''(غنية الناسک: ۱۰۰،مطبع خيرية دهلى)

لے جانے والا بھی نہ ہوتو اس کی رمی ہوگئ، بیوی اور بیٹی کی رمی صحیح نہیں ہوئی، جمرات تک جانے کیلئے محرم ساتھ ہونا ضروری نہیں، اس لئے ان پر دم واجب ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

شوہر کی اجازت کے بغیر سفرِ حج

سوال: اگر شوہر بیوی کو خرچہ نہیں دیتا اور نہ ہی کسی طرح کی خبر گیری کرتا ہے، بیوی اپنے میکے میں رہتی ہے وہی اسکے اخراجات برداشت کرتے ہیں، اب اسکے بھائی بھابیاں سب حج پر جارہے ہیں اور اسکو بھی اپنے خرچ پر ساتھ لے جانا چاہتے ہیں، اس لئے کہ پیچھے اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہیں ہے، تو کیا شوہر کی اجازت کے بغیر یہ عورت حج پر جاسکتی ہے؟

جواب: جائز ہے اس لئے کہ یہ سفر اس عورت کیلئے ایسا ہی ہے جیسے کوئی دوسرا سفر اسکے میکے والوں کو پیش آئے اور مجبوراً اس عورت کو ان کے ساتھ رہنا پڑے، سو وہ جائز ہے، لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔[۱]

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بغیر احرام کے حرم میں داخل ہونے کا حکم

سوال: جو آدمی مکہ کا رہنے والا نہ ہو وہ حج کرنے گیا مگر بغیر احرام کے حرم میں داخل ہو گیا، اس کے بعد احرام باندھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حج ادا ہو جائے گا لیکن اس پر دم لازم ہے، یعنی ایک بھیڑ، بکری، دنبہ یا بکرا ذبح کر کے مساکین کو دے دے۔[۲] واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مالِ حرام سے حج ادا ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال: جس شخص کے پاس بنک، انشورنس وغیرہ کی آمدن سے کافی مال ہے، اس پر حج

---

(۱) قال الحصكفى رحمه اللّٰه: "وليس لزوجها منعها عن حجة الإسلام."
وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: "أى إذا كان معها محرم وإلاّ فله منعها كما يمنعها عن غير حجة الإسلام."
(ردالمحتار: ۳/۵۳۳، دارالمعرفة)

(۲) قال الإمام القاضيخان رحمه اللّٰه: "ولو دخل الآفاقى مكة بغير إحرام ثم رجع إلى الميقات فى تلك السنة وأحرم بحجة الإسلام سقط عنه ما كان واجبا بالمجاوزة و دخول مكة بغير إحرام عندنا، و إن لم يخرج من مكة حتى مضت السنة ثم خرج إلى الميقات فى السنة الثانية وأحرم بحجة الإسلام وحجّ، يجزيه عن حجة الإسلام ولا يسقط عنه الدم الذى كان واجبا عليه فى العام الأوّل."(خانية على هامش الهندية: ۱/۲۸۷)

فرض ہے یا نہیں؟ اگر کرلیا تو فرض ادا ہو جائیگا یا نہیں؟

جواب: مال حرام جتنا زیادہ بھی ہو، اس سے حج فرض نہیں ہوتا، اس کا مالک تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے، تاہم کسی نے فرض حج ادا کرنے کی نیت سے یا مطلق حج کی نیت سے حج کیا تو اگرچہ ثواب نہیں ملے گا مگر فرض ادا ہو جائیگا، نفل کی نیت کی ہو تو فرض حج ادا نہیں ہوگا۔[1] واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

عمرہ کرنے سے فرضیت حج میں تفصیل

سوال: کیا عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

جواب: اگر ماہ شوال شروع ہونے سے قبل عمرہ کرکے واپس آ گیا تو حج فرض نہیں ہوا، البتہ اگر ماہ شوال وہیں شروع ہو گیا اور اس نے اس سے پہلے حج نہ کیا ہو اور اس کے پاس حج کے مصارف بھی ہوں تو حج فرض ہو جائے گا۔

اگر حکومت کی طرف سے حج تک ٹھہرنے کی اجازت نہ ہو تو حج فرض ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ اس پر حج بدل کرانا فرض ہے، مکّہ ہی سے حج کرادے لیکن اگر بعد میں خود حج کرنے کی استطاعت ہو گئی، یعنی اگر کسی دوسرے سال مصارف حج کا انتظام ہو گیا اور کوئی عذر مانع حج نہ رہا تو خود حج کرنا لازم ہوگا۔

البتہ اگر یہ شخص پہلے فرض حج کر چکا ہو تو اس پر حج فرض نہیں، کیونکہ حج عمر بھر میں ایک ہی بار فرض ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

والدین کو نفل حج کروانا

سوال: ہمارے ہاں ایک رواج یہ بھی ہے کہ مثلاً بیٹے کی اچھی سروس لگ گئی یا بیرون ملک چلا گیا یا سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوتے وقت پنشن ملی تو وہ خود فریضۂ حج ادا کرنے کی

---

(۱) قال الحصکفی رحمه الله تعالىٰ: ”و قد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام.“ قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: ”ولذا قال فى البحر: ”ويجتهد فى تحصيل نفقة حلال ؛فإنه لا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فى الحديث، مع أنه يسقط الفرض عنه معها ولا تنافى بين سقوطه و عدم قبوله فلا يثاب ؛لعدم القبول و لا يعاقب عقاب تارک الحج.اھ“ (رد المحتار: ۳/ ۵۱۹،دارالمعرفة)

بجائے والدین کو حج پر بھیجتا ہے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ والدین کا فرض حج ادا ہوگا یا نفل؟ بیٹے پر فرض رہے گا یا ساقط ہو جائے گا؟

جواب: ملازمت یا پنشن وغیرہ سے جو رقم بیٹے کو حاصل ہوتی ہے وہ خود اس کا مالک ہوتا ہے، لہٰذا اگر بقدر استطاعت رقم اسے حج کیلئے درخواستیں جمع کروانے کی تاریخ میں حاصل ہوئی یا حاصل تو پہلے ہوئی تھی مگر اب تک اس کی ملک میں ہے تو خود اس پر حج فرض ہو گیا، ایسی صورت میں خود حج نہ کرنا اور والدین کو حج کروانا جائز نہیں، اگر اس نے خود حج نہ کیا تو اس کے ذمہ فرض رہے گا اور بلا عذر تاخیر کا گناہ الگ ہوگا۔

باقی والدین کا یہ حج فرض ہوگا یا نفل؟ تو والدین کے موسمِ حج میں مکہ پہنچنے اور حج پر قادر ہونے کی وجہ سے ان پر حج فرض ہو گیا، لہٰذا انہیں وہاں پہنچنے کے بعد فرض حج کی نیت کرنی چاہیئے، سو اگر انہوں نے فرض حج کی نیت کی یا مطلق حج کی نیت کی، نفل کی نیت نہیں کی، تو انکا فرض حج ادا ہو جائیگا اور اگر انہوں نے نفل حج کی نیت کی تو فرض حج ادا نہیں ہوگا اور فرض ذمہ میں باقی رہے گا۔

اگر کسی کو حج کی درخواستیں جمع کروانے کی تاریخ سے پہلے رقم حاصل ہوئی اور اس نے اس تاریخ سے پہلے پہلے وہ والدین کو ہدیہ کر دی اور اس پر انہیں الگ الگ قبضہ بھی دے دیا تو اب حج صرف والدین پر ہی فرض ہوگا، لہٰذا ان پر حج کیلئے جانا فرض ہو جائیگا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

ایک ناجائز اسکیم کے ذریعہ حج کرنا

سوال: میں عسکری سیمنٹ واہ میں ملازم ہوں، ہمارے ہاں حج کی ایک اسکیم میں جو ملازم شامل ہو وہ ساٹھ روپے ماہانہ دیتا ہے، پھر سال میں ایک مرتبہ دو یا تین آدمی بذریعۂ قرعہ اندازی منتخب ہوتے ہیں اور جو رقم سال میں جمع ہوتی ہے وہ ان منتخب امیدواروں کو دیتے ہیں اور وہ اس رقم سے حج کرتے ہیں، جو شخص اسکیم میں شامل نہ ہو اور ماہانہ پیسے نہ دے اس کو

قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ آپ اس اسکیم کی شرعی حیثیت بتائیں اور مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

(۱) جس شخص کا نام قرعہ اندازی میں نکلے تو کیا وہ ان پیسوں سے حج کر سکتا ہے؟ اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(۲) اگر وہ پہلے حج کر چکا ہو تو دوبارہ حج کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اسکیم کی شرط کے مطابق قرعہ اندازی میں نام نکلنے پر اس رقم سے کسی رشتہ دار کو بھی حج کرا سکتے ہیں، کیا شرعاً یہ جائز ہے؟

(٤) اگر اوپر والی صورتوں میں حج کرنا جائز نہیں تو منتخب امیدوار اس رقم کا کیا کرے جو اس نے اسکیم سے لی ہو؟

جواب: یہ صورت جوا ہونے کی بناء پر حرام اور سخت گناہ ہے اور نامزد شخص کو ملنے والی رقم حرام ہے، اسے مالکوں کو لوٹانا لازم ہے، اس کے ذریعہ خود حج کرنا یا اپنے کسی رشتہ دار کو حج کرانا بہت سخت گناہ ہے، اللہ تعالیٰ خود بھی پاک ہیں اور پاکیزہ اشیاء ہی کو قبولیت بخشتے ہیں، البتہ اگر اس رقم سے حج کر لیا ہے تو حج کا فرض ذمہ سے ساقط ہو گیا، بشرطیکہ نفل حج کی نیت نہ کی ہو، لیکن اسے حج کا ثواب نہیں ملا اور جتنی رقم لی ہے اس کا اصل مالکوں کو لوٹانا بھی لازم ہے۔[۱] واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

زمین خریدنے کیلئے رقم رکھی ہو تو حج کا حکم

سوال: ایک شخص نے اپنی زمین اس نیت سے فروخت کی کہ کسی اور جگہ زمین خریدے گا، مگر اسے زمین حسب تمنا نہ ملی تو اس نے وہ رقم تجارت میں لگا دی، رقم کی مقدار اتنی ہے کہ وہ حج کر سکتا ہے اور گھر والوں کے مصارف بھی چھوڑ سکتا ہے، دریافت یہ کرنا ہے ایسے شخص پر حج فرض ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال الحصكفی رحمه اللّٰه: ”وقديتصف بالحرمة كالحج بمال حرام.“
قال ابن عابدين رحمه اللّٰه: ”فإنه لايقبل بالنفقة الحرام كماورد فی الحديث، مع أنّه يسقط الفرض عنه معها، ولاتنافی بين سقوطه وعدم قبوله فلايثاب ؛لعدم القبول ولايعاقب عقاب تارک الحج.“ (ردالمحتار: ۳/ ۵۱۹، دارالمعرفة)

جواب : ایام حج میں وہ رقم موجود ہو، خواہ اپنے پاس ہو، بینک میں ہو یا تجارت میں لگی ہو تو حج فرض ہے۔[1] واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

احرام سے حلال ہونے کے لئے چند بال کٹوانا

سوال : عمرہ یا حج میں حلق یا قصر ضروری ہوتا ہے مگر اس زمانے میں لاکھوں حاجی ایسے ہوتے ہیں جو سر کے چند بال کٹوا لیتے ہیں، ظاہر ہے کہ نہ ان کا احرام اترتا ہے اور نہ بیوی ان کیلئے حلال ہوتی ہے، جس کو دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ رواج عام ہو گیا ہے، اسلئے اگر چند بال کٹوا کر حلال ہونے کی کوئی گنجائش نکل آئے تو بہت بڑی تعداد اس گناہ عظیم سے بچ جائیگی۔

جواب : صرف عمرہ کرنے والے کو عمرہ کرنے کے بعد، حجِ اِفراد کرنے والوں کو ارکان ادا کرتے ہوئے دس ذی الحجہ کی رمی کے بعد اور متمتع اور قارن کو قربانی کرنے کے بعد مرد ہو تو چوتھائی سر کے بال استرے سے منڈانا یا سارے سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر کٹوانا واجب ہے، عورت کو ایک پورے کے برابر بال کٹوانا ضروری ہے، اگر کسی نے چوتھائی سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر کٹوا لئے تو وہ احرام سے حلال ہو جائے گا، مگر بال کاٹنے کی یہ کیفیت کہ سر کے بعض حصہ کے بال چھوٹے اور بعض کے بڑے ہوں، غیر شرعی اور مکروہ ہے اس لئے پورے سر کے بال کٹوانے چاہئیں۔[2]

اگر کسی نے چوتھائی سر سے بھی کم کے بال کاٹے یا مونڈے تو اس کا احرام نہیں اترا اور ممنوعات احرام حلال نہیں ہوئے۔ اگر سر پر بال ہی نہیں تو بھی صرف استرا پھروانا ضروری

---

(۱) قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: تحت قوله:"وإن لم يكن له مسكن و لا شيء من ذلك و عنده دراهم تبلغ به الحج و تبلغ ثمن مسكن و خادم و طعام و قوت وجب عليه الحج و إن جعلها في غيره أثم اھ لكن هذا إذا كان وقت خروج أهل بلده كما صرح به في اللباب، أما قبله فيشترى به ما شاء ؛لأنه قبل الوجوب." (رد المحتار: ۵۲۸/۳،دار المعرفة)

(۲) قال الحصكفي رحمه الله تعالى :" ثم بعد الرمي ذبح إن شاء ؛لأنه مفرد ثم قصر بأن يأخذ من كل شعرة قدر الأنملة وجوبا، و تقصير الكل مندوب،والربع واجب،ويجب إجراء الموسى على الأقرع و ذي قروح إن أمكن و إلا سقط."

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى:"(قوله بأن يأخذ)قال في البحر:و المراد بالتقصير أن يأخذ الرجل و المرأة من رؤوس شعر ربع الرأس مقدار الأنملة،كذا ذكره الزيلعي، ومراده أن يأخذ من كل شعرة مقدار الأنملة كما صرح به في المحيط."

(رد المحتار:۶۱۱/۳،دار المعرفة)

"و أقل ما يجزى من الحلق و التقصير عند الشافعي ثلاث شعرات وعند أبي حنيفة ربع الرأس ."(نووی شرح مسلم: ۴۲۰/۱)

ہے، البتہ اگر کسی کے سر پر زخم ہو اور استرا بھی نہ پھر سکے تو اس سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔اس قدر وسعت کے باوجود اگر عوام بغیر کسی مجبوری کے صرف بالوں کے عشق میں غلط راستہ اختیار کر لیں تو اس کا کیا علاج ہے؟

بالوں کے ایسے عاشقوں کی وجہ سے حکم شرعی نہیں بدلا جائے گا۔اس زمانے میں تو ڈاڑھی منڈانے، جھوٹ بولنے، غیبت کرنے، سود لینے کا رواج عام ہو گیا ہے تو کیا اس سب کچھ کی اجازت دے دی جائے گی؟ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

حج کیلئے ساتھ کوئی محرم نہ ہو تو حج بدل کروانا

سوال : ہمارے پڑوس میں ایک عورت رہتی ہے، اس کا خاوند فوت ہو چکا ہے، اس کی کوئی اولاد بھی نہیں ہے، اپنے بھائی کے پاس رہتی ہے، اس پر حج فرض ہے اور اس کے بہت سے بھتیجے ہیں، ان سب پر حج فرض ہے، لیکن کوئی اس کے ساتھ حج کے لئے تیار نہیں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا وہ اپنی جگہ کوئی دوسرا شخص بھیج سکتی ہے؟

جواب : محرم کے بغیر اس کیلئے حج پر جانا جائز نہیں، اگر آخر عمر تک کوئی محرم نہیں ملا تو حج بدل کرادے یا اس کی وصیت کردے۔[1] واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

بچپن میں کیا ہوا حج کافی نہیں

سوال : زید نے اپنے دادا کے ساتھ اس وقت حج کیا تھا جب وہ نابالغ تھا، اب بالغ ہونے کے بعد حج کرنے کی استطاعت ہو تو کیا دوبارہ حج کرنا فرض ہے؟

جواب : جی ہاں! دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔[2] واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

---

(۱) عن عمرو بن دینار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم :" لا تحجّن امرأة إلا و معها ذو محرم ." (أخرجه الدار قطنی).
قال ابن عابدین رحمه اللہ تعالی: "النوع الثانی: شروط الأداء، و هی التی إن وجدت بتمامها مع شروط الوجوب وجب أداؤه بنفسه و إن فقد بعضها مع تحقق شروط الوجوب فلا یجب الأداء بل علیه الإحجاج أو الإیصاء عند الموت و هی خمسة منها: سلامة البدن، وأمن الطریق، وعدم الحبس والمحرم أو الزوج للمرأة و عدم عدة لها." (رد المحتار: ۳/ ۵۲۱، دارالمعرفة)

(۲) قال ابن عابدین رحمه اللہ تعالی :" (قوله : مکلف) أی بالغ عاقل فلا یجب علی صبيٍ ." (رد المحتار ۳/ ۵۲۲، دارالمعرفة)

حاجت سے زائد جانور یا زمین ہو تو حج فرض ہے

سوال : ایک شخص کے پاس نقد روپے تو نہیں ہیں مگر زمین ہے یا جانور ہیں، تو کیا زمین یا جانور فروخت کر کے اس پر حج کرنا فرض ہے؟ اسی طرح دکان میں سامان ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب : (۱) اگر اس شخص کا گزر اسی زمین کی آمدن پر ہوتا ہے تو دیکھا جائے کہ اگر بقدر مصارفِ حج زمین کا ایک ٹکڑا فروخت کر کے اس کے پاس اہل وعیال کی متوسط معاش کیلئے زمین بچ جاتی ہے تو حج فرض ہوگا، لہٰذا ایسے شخص کے ذمہ زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے حج کرنا فرض ہے، اگر دوسرا ذریعۂ معاش بھی ہو تو بطریق اَولیٰ حج فرض ہے۔[۱]

(۲) اگر جانور کھیتی باڑی یا سواری کیلئے ہوں تو اس شخص پر حج فرض نہیں۔
اگر جانور دودھ یا تجارت کے لئے ہوں اور ان کی تجارت یا دودھ پر اس کی اور اس کے اہل وعیال کی گزر اوقات موقوف نہیں، یا موقوف تو ہے مگر بقدر مصارف حج جانور فروخت کرنے کے بعد باقی ماندہ جانور گزر اوقات کیلئے کافی ہیں تو کچھ جانور فروخت کر کے حج کرنا فرض ہے۔

(۳) اگر دکان کے سامان میں سے بقدر مصارفِ حج فروخت کر کے اتنا سرمایہ باقی رہے جس میں تجارت کر کے یہ شخص مع اہل وعیال متوسط حال سے گزر بسر کرسکتا ہو تو بقدر مصارفِ حج سامان فروخت کر کے حج کرنا فرض ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

منہ بولے بیٹے کے ساتھ حج پر جانا

سوال : ہمارے ہاں ایک عام رواج ہو گیا ہے کہ کسی عورت کو حج کرنا ہو اور اس کا کوئی محرم نہ

---

(۱) قال الإمام قاضی خان رحمه الله تعالى : "و إن كان صاحب ضيعة ، إن كان له من الضياع ما لو باع مقدارما يكفى لزاده و راحلته ذاهباً و جائياً، و نفقة عياله و أولاده ، و يبقى له من الضيعة قدر ما يعيش بغلة الباقى يفترض عليه الحج و إلا فلا."
"و إن كان حراثا أكارا فملك مالاً يكفى للزاد و الراحلة ذاهباً و جائياً و نفقة عياله و أولاده من وقت خروجه إلى رجوعه، ويبقى له آلات الحراثين من البقر و نحو ذلك كان عليه الحج و إلا فلا ."
و قال بعض العلماء: "إن كان الرجل تاجراً يعيش بالتجارة فملك مالاً مقدار ما لو دفع منه الزاد والراحلة لذهابه و إيابه و نفقة عياله و أولاده من وقت خروجه إلى وقت رجوعه و يبقى له بعد رجوعه رأس مال التجارة التى كان يتجر بها، كان عليه الحج و إلا فلا."(خانية على هامش الهندية : ۱/۲۸۲)

ہو، یا محرم صاحب استطاعت نہ ہو کہ ساتھ جا سکے تو وہ کسی غیر محرم کو منہ بولا بیٹا بنا لیتی ہے اور اس کے ساتھ حج کو چلی جاتی ہے، کیا اس طرح وہ محرم بن جاتے ہیں؟ اور کیا ان کے ساتھ حج پر جانا جائز ہے؟ اسی طرح محلّہ کی یا رشتہ دار کوئی عورت اپنے محرم کے ساتھ جا رہی ہو تو یہ عورت بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب : منہ بولا بیٹا یا بھائی بنانے سے کوئی محرم نہیں بنتا اور بغیر محرم کے عورت کیلئے سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے منہ بولے بیٹے، بھائی، محلّہ کی کسی خاتون یا رشتہ دار خاتون کے ساتھ حج کرنے کے لئے جانا جائز نہیں۔[1]

اگر عورت کا کوئی محرم موجود ہے اور عورت کے پاس اتنی وسعت ہے کہ اس کے حج کے اخراجات بھی برداشت کر سکتی ہے تو محرم کو ساتھ لے جائے اور اگر محرم کے اخراجات کا تحمل نہیں کر سکتی یا کوئی محرم ہے ہی نہیں اور بڑی عمر کی عورت ہے، آیندہ محرم میسر ہونے کی امید نہیں تو حج بدل کرادے یا اس کی وصیت کر دے، لیکن اس وقت کا کرایا ہوا حج بدل اس شرط کے ساتھ معتبر ہوگا کہ عمر بھر کوئی محرم نہ ملے یا محرم موجود ہونے کی صورت میں اس کے خرچ کا انتظام نہ ہو سکے، اگر کسی وقت محرم مل گیا، مثلاً نکاح کر لیا اور شوہر ساتھ چلنے پر راضی ہو گیا اور اس وقت دونوں کے سفر کا خرچ موجود ہو یا بعد میں انتظام ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بڑھیا کا بغیر محرم سفر حج

سوال : ایک ساٹھ سالہ بوڑھی عورت حج کرنا چاہتی ہے، مگر کوئی محرم ساتھ نہیں ہے، ایک بڑے میاں جو عورت کے محرم تو نہیں مگر ان کی عمر بھی ساٹھ برس سے متجاوز ہے، وہ بوڑھی

---

(۱) قال الحصكفي رحمه الله تعالى:" هذا أى اشتراط دوام العجز إلى الموت إذا كان العجز كالحبس و المرض يرجى زواله و إن لم يكن كذلك كالعمى و الزمانة سقط الفرض بحج الغير عنه فلا إعادة مطلقا سواء استمر به ذلك العذر أم لا."
قال ابن عابدين رحمه الله تعالى:"و من العجز الذى يرجى زواله عدم وجود المرأة محرما فتقعد إلى أن تبلغ وقتا تعجز عن الحج فيه، أى ؛لكبر أو عمى أو زمانة ، فحينئذ تبعث من يحج عنها، أما لو بعثت قبل ذلك لا يجوز ؛لتوهم وجود المحرم إلا إن دام عدم المحرم إلى أن ماتت، فيجوز كالمريض إذا أحج رجلا و دام المرض إلى أن مات كما فى البحر وغيره ."
(رد المحتار: ۴/۱۸، دارالمعرفة)

عورت بڑے میاں کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کیا ہزاروں عورتیں جن کا کوئی محرم نہیں وہ حج نہ کریں؟

جواب : بوڑھی عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے حج کیلئے سفر کرنا جائز نہیں۔ایسی خواتین کیلئے بہتر یہ ہے کہ وہ مناسب جگہ نکاح کرلیں، پھر استطاعت ہو تو شوہر کو بھی حج کروائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ شوہر کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام فرمادیں گے، تاہم جب تک محرم یا شوہر نہ ہو عورت پر حج ادا کرنا فرض ہی نہیں، اس لئے گناہ نہیں ہوگا، آخر عمر تک کوئی محرم یا شوہر میسر نہ آئے تو حج بدل کرادیں یا اس کی وصیت کردیں۔[1] واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حج مقدم ہے یا لڑکیوں کی شادی؟

سوال : ایک شخص صاحب استطاعت ہے یعنی حج اس پر فرض ہے، اس شخص کی جوان لڑکیاں بھی ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ یہ شخص پہلے حج کرے یا بیٹیوں کی شادی کرائے؟

جواب : جس شخص پر حج فرض ہو اس پر فوراً حج کرنا لازم ہے، بیٹیوں کی شادی کی وجہ سے اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں، آج کل ناجائز رسم ورواج نے شادی کو متوسط اور غریب طبقہ کیلئے وبال جان بنادیا ہے، اگر سنت طریقہ کے مطابق شادی کی جائے تو حج کو ملتوی یا مؤخر کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہیں آتی، یہ کام تو ایک دن میں بھی ہوسکتا ہے کہ لڑکی کا نکاح کرایا، پھر سادگی سے اس کی رخصتی کرادی اور بس۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بلا عذر حج بدل کرانا

سوال : ایک شخص نے خود بھی حج نہیں کیا اور اس کی والدہ نے بھی حج نہیں کیا، والدہ آئندہ سال حج پر جانے کو تیار ہے، مگر وہ اس سال کسی دوسرے شخص کو والدہ کی طرف سے حج بدل کیلئے بھیجنا چاہتا ہے، کیا اس کی والدہ کے ذمہ سے حج فرض ساقط ہو جائے گا؟ نیز اس

---

(۱) ”أما شرائط وجوبه فمنها المحرم للمرأة شابة كانت أو عجوزاً إذا كانت بينها و بين مكة مسيرة ثلاثة أيام.“(الهندية:۲/۲۱۸)

دوسرے شخص کا حج فرض ادا ہو جائے گا؟

جواب: حج فرض ہو جائے تو بلا عذر اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں، جب والدہ خود حج کرنے کی استطاعت رکھتی ہے تو حج بدل کرانے سے والدہ کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا، حج بدل کرنے والے کا حج فرض ادا نہیں ہوگا، اگر اس پر اس وقت حج فرض ہے تو اپنا حج ادا کرنا ضروری ہے، اگر فی الحال تو فرض نہیں مگر بعد میں مالدار ہو گیا اور حج کی استطاعت ہوئی تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

معذور اور نابینا کیلئے حج کا حکم

سوال: ایک شخص کے حج کے مصارف تو ہیں، مگر وہ پاؤں سے ایسا معذور ہے کہ تھوڑی دور بھی بمشکل چل سکتا ہے، کیا ایسے شخص پر حج فرض ہے؟ اسی طرح نابینا کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاؤں سے معذور اور نابینا شخص پر خود حج کرنا فرض نہیں، نہ ہی حج بدل کرانا ضروری ہے، صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس پر حج بدل کرانا فرض ہے، اگر عذر ختم ہو جائے تو دوبارہ خود حج کرنا ضروری ہے۔[١]

پہلے قول میں سہولت ہے مگر دوسرا قول احوط ہونے کے علاوہ اکثر مشایخ رحمہم اللہ کا اختیار کردہ بھی ہے، اس لئے حج بدل کرانا ممکن ہو تو ضرور کرانا چاہئے۔

یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ عذر کی حالت میں حج فرض ہوا ہو، اور اگر عذر لاحق

---

(١) قال الحصكفی رحمه الله تعالی:" صحيح البدن بصيرغير محبوس و خائف من سلطان يمنع منه."
قال ابن عابدين رحمه الله تعالی:" فلا يجب علی مقعد و مفلوج و شيخ كبير لا يثبت علی الراحلة بنفسه و أعمی، و إن وجد قائداً و محبوس و خائف من سلطان لا بأنفسهم و لا بالنيابة فی ظاهر المذهب عن الإمام و هو رواية عنهما، و ظاهر الرواية عنهما وجوب الإحجاج عليهم، و يجزيهم إن دام العجز و إن زال أعادوا بأنفسهم .
و الحاصل : أنه من شرائط الوجوب عنده، و من شرائط وجوب الأداء عندهما، و ثمرة الخلاف تظهر فی وجوب الإحجاج و الإيصاء كما ذكرنا، وهو مقيد بما إذا لم يقدر علی الحج و هو صحيح ، فإن قدر ثم عجز قبل الخروج تقرر ديناً فی ذمته ، فيلزمه الإحجاج (إلی أن قال) و ظاهر التحفة اختيار قولهما و كذا الإسبيجابی و قوّاه فی الفتح و مشی علی أن الصحة من شرائط وجوب الأداء اھ من البحر و النهر ، و حكی فی اللباب اختلاف التصحيح و فی شرحه أنه مشی علی الأول فی النهاية، و قال فی البحر العميق: إنه المذهب الصحيح و إن الثانی صححه قاضی خان فی شرح الجامع، واختاره كثير من المشايخ، و منهم ابن الهمام."(رد المحتار:٣/ ٥٢٣،دارالمعرفة)

ہونے سے پہلے حج کرنے کی استطاعت تھی مگر حج نہیں کیا تھا کہ عذر لاحق ہوگیا تو بالاتفاق حج بدل کرانا فرض ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

حج کی بجائے تبلیغ

سوال: ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ حج کرسکتا ہے لیکن اس نے حج کرنے کی بجائے تبلیغ میں سال لگالیا یا وہ رقم کسی اور نیک مصرف میں لگادی تو اس شخص پر حج فرض رہا یا نہیں؟ حج ادا کرنے کی بجائے رقم کسی اور مصرف میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جن ایام میں حج کی درخواستیں جمع ہوتی ہیں ان ایام میں حج کرنے کی استطاعت ہو، یعنی اہل وعیال کے خرچ کے علاوہ اتنی رقم ہو کہ مصارف حج پورے ہوسکتے ہوں تو راجح قول کے مطابق اسی سال حج کرنا فرض ہے، اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں، حج فرض ہے اور دوسرے کسی مصرف میں خرچ کرنا فرض نہیں، اس لئے غیر فرض کو فرض پر مقدم کرنا اور فرض میں تاخیر کرنا گناہ ہے، ممکن ہے آیندہ استطاعت نہ رہے یا صحت سفر کی متحمل نہ ہو یا اور کوئی مانع پیش آجائے یا مہلت ہی نہ ملے اور موت آجائے اور یہ فرض ذمہ میں باقی رہ جائے۔ اگر کسی نے حج کرنے کی بجائے رقم دوسرے کسی مصرف میں لگادی یا تبلیغ میں سال لگایا تو اس سے حج کا فرض ساقط نہیں ہوگا بلکہ واجب الاداء رہے گا۔[1] واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

تعمیرِ مکان سے حج مقدم ہے

سوال: ایک شخص کے پاس اتنی رقم موجود ہے کہ وہ حج کرسکتا ہے مگر اس کا اپنا مکان نہیں ہے، اگر وہ حج کرتا ہے تو مکان نہیں بناسکتا، مکان بناتا ہے تو حج نہیں کرسکتا، اب وہ کیا کرے؟

جواب: حج کیلئے درخواستیں جمع ہونے کے ایام میں اتنی رقم موجود ہو کہ اہل[2] وعیال کے خرچ

(۱،۲)قال ابن عابدین رحمه الله تعالى تحت قوله: ”لا يلزمه:“و عنده دراهم تبلغ به الحج (إلى أن قال) وجب عليه الحج، وإن جعلها فی غیره أثم اھ لكن هذا إذا كان وقت خروج أهل بلده كما صرح به فی اللباب،أما قبله فیشتری ما شاء ؛لأنه قبل الوجوب.“
قال الحصكفی رحمه الله تعالى:” فرض مرة على الفور فی العام الأول عند الثانی، و أصح الروايتين عن الإمام و مالک و أحمد:” فیفسق و ترد شهادته بتأخیره أی سنيناً .“ قال ابن عابدین رحمه الله تعالى : ” ثم لا یخفى أنه لا یلزم من عدم الفسق عدم الإثم فإنه یأثم و لو بمرةٍ .“ (رد المحتار:۳/۵۲۸،۵۲۰،دار المعرفة)

کیلئے رقم نکال کر بقیہ رقم مصارف حج کیلئے کافی ہو تو حج فرض ہے، اس رقم کو تعمیر مکان میں لگانا جائز نہیں، تعمیر مکان سے فرض حج مقدم ہے، البتہ اگر ان ایام سے پہلے پہلے مکان کی تعمیر میں اتنی رقم خرچ کر دی کہ بقیہ رقم حج کیلئے کافی نہیں تو حج فرض نہ ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

☆......☆......☆

ایک نادر فن پارہ

مرشد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی ایک فارسی غزل جو نادر فن پارہ ہے، یہاں درج کی جاتی ہے۔ اس میں ارکانِ حج، طوافِ کعبہ اور بیت اللہ کے حوالے سے عاشقِ صادق کے جذب و مستی کا بے مثال پیرائے میں اظہار کیا گیا ہے۔

رفتم چو بمکّہ ھوسِ کوئے تو کردم	جب میں مکہ گیا تو میرے دل میں تمہارے کوچے کی آرزو تھی لیکن جب
دیدم رُخِ کعبہ ھوسِ روئے تو کردم	کعبہ کو دیکھا تو دل میں تمہیں دیکھنے کی آرزو پیدا ہوئی
محرابِ حرم گرچہ بہ پیش نظرم شُد	اگرچہ حرم کعبہ کی محراب میری نظر کے سامنے تھی
من سجدہ ولے درخمِ ابروئے تو کردم	لیکن میں نے سجدہ صرف تمہارے خمِ ابرو ہی میں کیا
در سعی و طواف و بحطیم بمقامے	سعی میں، طواف میں، حطیم میں اور مقامِ ابراہیم پر
ھر سمت تمنائے رُخ نیکوئے تو کردم	ہر جگہ ہر طرف میں نے تمہارے رُخِ زیبا کی تمنا کی
لبیك دعا خواں ھمہ مخلوق بعرفات	میدانِ عرفات میں ساری مخلوق لبیک کہہ کر دعائیں مانگ رہی تھی
چوں قبلہ نما من دلِ خود سوئے تو کردم	لیکن میرا دل قبلہ نما کی طرح صرف تمہاری طرف متوجہ تھا
در عرصۂ عرفات بپا محشر نمودم	جب میدانِ عرفات میں مجھے تمہاری دلربا ذات کی یاد آئی
چوں یاد من آں قامت دلجوئے تو کردم	تو میں نے قیامت برپا کردی
قربانئ حیواں بمنٰی میکند عالم	مقام منٰی پر ایک دنیا جانوروں کی قربانی دیتی ہے
قربان سرِ خود من بسرِ کوئے تو کردم	میں نے تمہارے کوچے کے سرے پر اپنا ہی سر قربان کر دیا

سفرِ حج کا ضروری سامان

سفرِ حج میں عموماً درج ذیل اشیاء کی عام حجاج کو ضرورت پیش آتی ہے، سہولت کے لئے ان کی فہرست دی جاتی ہے:

(۱) ایک عدد بیگ
(۲) چار جوڑے کپڑے موسم کے مطابق
(۳) دو جوڑے ہوائی چپل مع تھیلہ
(٤) دو عدد لنگی
(۵) تیل، کنگھا، سرمہ، آئینہ
(٦) چاقو قینچی، ناخن کٹر، سیفٹی
(۷) ازار بند دانی
(۸) دو تولیے، ایک بڑا ایک چھوٹا
(۹) برش، ٹوتھ پیسٹ، مسواک
(۱۰) چند ضروری برتن اور چمچے
(۱۱) دو بڑی چادریں اور سیفٹی پِن کا پتہ
(۱۲) اپنے لئے ضروری ادویہ
(۱۳) احرام دو عدد
(۱٤) چھوٹا قرآن کریم
(۱۵) مناجاتِ مقبول، درود وسلام، مسنون دعائیں
(۱٦) حج کی آسان کتابوں کا سیٹ
(۱۷) ''عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ'' نامی کتاب

(۱۸) ہلکی سی تسبیح

(۱۹) شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی

(۲۰) سوئی دھاگہ

(۲۱) پانی کی بوتل

(۲۲) دھوپ کا ایک چشمہ

(۲۳) نظر کا چشمہ ہو تو اس کا نمبر پاس محفوظ رکھیں

(۲۴) ہاتھ کا پنکھا

(۲۵) چھتری

(۲۶) لیموں کا چورن یا سفوف

(۲۷) ٹن پیک کٹر

ضروری ہدایات

بار بار کے تجربہ سے چند باتیں مفید معلوم ہوئیں یہاں وہ بھی درج کی جاتی ہیں:

(۱) ٹریولز چیک کے نمبر الگ کاپی میں لکھ لیں اور اس کا تفصیلی سرٹیفکیٹ جدا محفوظ رکھیں۔

(۲) پاسپورٹ کے صفحہ نمبر ۱۳، ۱٤ کی فوٹو کاپی کروا کر پاسپورٹ سے جدا محفوظ رکھیں۔

(۳) خواتین بغیر محرم کے تنہا نہ نکلیں۔ نیز معلّم کا کارڈ ضرور ساتھ رکھیں۔

(٤) زیادہ نقدی پاس نہ رکھیں، تاہم کچھ نہ کچھ پاس رکھیں۔

(۵) آنے جانے کے لئے دروازہ متعین کر لینا چاہیے، اس میں سہولت ہوتی ہے، خصوصاً خواتین آنے جانے کیلئے راستہ کی شناخت کی کوئی بڑی علامت ذہن نشین کر لیں۔

(٦) حرم میں خواتین وحضرات اپنے اپنے بیٹھنے کی ایک جگہ مقرر کرلیں تا کہ بوقتِ ضرورت تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

(٧) کھانا پکانے کا انتظام شرکت میں نہ کریں، اکثر اس میں نزاع ہوجاتا ہے۔

(٨) بازار خریداری کیلئے کم سے کم جائیں، حرم کی حاضری اور وہاں کی عبادت کی زیادہ فکر کریں۔

(٩) حج سے پہلے مقاماتِ حج کی زیارت کریں تا کہ حج میں آسانی رہے۔

(١٠) ہر ایک کی خدمت کی نیت کر کے جائیں اور کسی سے بھی اپنی خدمت کروانے یا کام آنے کی ذرہ برابر بھی امید نہ رکھیں، حتیٰ کہ اولاد اور بیوی سے بھی۔ اپنا کام خود کریں، کوئی دوسرا کردے تو اس کا احسان سمجھیں۔

(١١) کوئی ساتھی گم ہوجائے تو اس کے لئے کئی مراکز ہیں، بچوں کے لئے الگ اور بڑوں کے لئے الگ۔ ایک مرکز باب العمرہ کے پاس ہے، ان مراکز میں رابطہ کیا جائے، وہاں کا عملہ کافی تعاون کرتا ہے۔

(١٢) پاکستانیوں کو وہاں کے عام ہوٹلوں کے کھانے موافق نہیں آتے، مکہ مکرمہ میں کئی پاکستانی ہوٹل بھی ہیں، چند ایک کے نام یہ ہیں:

(١)	مطعم ام القری۔	باب المروہ کی طرف
(٢)	مطعم سحر۔	شامیہ میں
(٣)	عطاء اللہ ہوٹل۔	شبیکہ فندق فردوس مکہ کے پیچھے
(٤)	مدینہ ہوٹل۔	مکہ ٹاور کے پیچھے مسفلہ میں
(٥)	مکہ ہوٹل۔	مکہ ٹاور کے پیچھے مسفلہ میں

(١٣) بئر زمزم پر جانے کا راستہ تو اگر چہ بند کردیا گیا ہے، مگر بیت اللہ کے دروازے کی

بالکل سیدھ میں مطاف کے کنارے حاجیوں کے لئے زمزم کا خصوصی انتظام کر دیا گیا ہے، کئی ٹوٹیاں لگائی گئی ہیں، وہاں زمزم پئیں، اپنے اوپر ڈالیں اور دعا کریں۔

(١٤) گمشدہ چیزوں کے جمع و وصول کرنے کا مرکز مسجد الحرام سے باہر ''میلین اخضرین'' کے مقابل ہے۔

(١٥) گمشدہ بچوں کا مرکز باب العمرۃ کے سامنے ہے۔

(١٦) معذوروں کی کرسیوں کا مرکز صفا کی پہلی منزل پر ہے۔(وہاں پہلی منزل، دوسری منزل کے نام سے مشہور ہے۔)

(١٧) اپنی کوئی قیمتی امانت محفوظ رکھوانا چاہیں تو اس کیلئے کئی مراکز ہیں۔ ایک باب الفہد کے سامنے ہے۔

بیت الخلاء اور غسل خانے:

١۔ باب ملک عبدالعزیز کے سامنے۔

٢۔ باب الفہد اور باب ملک عبدالعزیز کے درمیان۔

٣۔ باب المروۃ کی جانب۔

٤۔ شامیہ میں باب المدینہ کے سامنے۔